بغض* وتہاجر

(قال النبی صلعم لاتباغضوا ولاتدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا)

جن متعدد اسباب سے مسلمانوں کے دین و دنیا کو تنزل ہوا ہے ازانجملہ ایک سبب انکا باہمی بغض وتہاجر ہے۔

بلکہ بغض وتہاجر اس تنزل کا ایسا بڑا قوی اور عام تاثیر سبب ہے کہ اس سے بڑھکر اور وسیع الاثر اس تنزل کا کوئی سبب نہیں ہے۔

اس تنزل کے اور اسباب حسد۔ خود غرضی۔ بدنیتی۔ کاہلی۔ پست ہمتی۔ شہوت پرستی وغیرہ وغیرہ تو عوام مسلمانوں کے دینی اور دنیوی ترقی کے سدراہ ہوئی ہیں کچھ بغض وتہاجر انکے خواص علماء و فضلا و صلحاء و اتقیا کا سدراہ ترقی ہورہا ہے۔

ابن آدم کے جدی دشمن (ابلیس) نے جب دیکھا کہ گروہ اسلام کے خواص علماء و صلحاء زنا کاری شراب خواری وغیرہ شہوانی دام میں نہیں پھنستے اور وہ اپنے علم و صلاح کی مدد سے ان امور کو اسباب تنزل دین و دنیا سمجھتے ہیں تو انکو باہمی بغض وتہاجر کے دام میں اسنے پھنسایا اور اوسکو عین دین متین اور سنت سلف صالحین بناکر دکھایا۔

اب (ایک مدت سے) اکثر خواص و صلحاء اہل اسلام کا یہہ حال ہے کہ ایک دوسرے کا جانی دشمن ہے اور اوسکے دینی اور دنیوی کاموں کے (جو درحقیقت بلحاظ نظام مجموعی اسلام خود اوسکے اپنے کام ہیں) جسطرح ہو سکے (ہاتھہ سے زبان سے دل سے) درپے تخریب ہے۔

ہم نے ہندوستان کے اکثر بلاد پنجاب۔ بنگال۔ و ممالک مغرب و شمال بمبئی وغیرہ کو دیکھا۔ عرب کا بھی سفر و سیر کیا ہم نے ان سب بلاد میں اسلامی دو فرقوں (مثلاً شیعہ و سنی۔ یا اتباع فقہاء و اہلحدیث) بلکہ ایک فرقہ کی دو جماعتوں (جیسے اتباع فقہا

*بغض دشمنی۔ تہاجر ایک کی دوسرے سے ترک کلامی و علیحدگی۔

مین حنفی و شافعی یا اہل حدیث مین دو مختلف شخصون کے مقتدی) بلکہ ایک جماعت کے چند اشخاص خواص کا ایسا کم پایا جو باہم تبغض نہ رکہتے ہون اور ایک دوسرے کے دینی اور دنیوی کام کے درپے تخریب نہ ہون۔

کوئی ایک دینی کتاب یا دنیاوی اخبار نکالتا ہے تو دوسرا بجائے اسکے کہ اس کتاب یا اخبار مین اسکو زر سے قلم سے مدد دے یا راہ صواب بتاوے اسکے مقابلہ مین دوسری کتاب یا اخبار نکالتا ہے کوئی قومی امداد سے ایک دینی یا دنیاوی انجمن یا مجلس قائم کرتا ہے تو دوسرا اسکے مقابلہ مین دوسری انجمن قائم کرتا ہے کوئی دینی یا دنیاوی تعلیم کے لیے ایک مدرسہ قائم کرتا ہے تو دوسرا اسکی ضد مین دوسرے مدرسہ کی بناڈالتا ہے۔ کوئی ایک مسجد بناتا ہے تو دوسرا اسکے مقابلہ مین دوسری مسجد (اڈہائی اینٹ کی کیون نہ ہو) تیار کرتا ہے۔ وعلے ہذا القیاس۔

اسکے تمثیلات و نظائر ملک ہند مین پشاور سے لیکر کلکتہ اور بمبئی تک بڑی بڑے شہرون (پشاور۔ لاہور۔ امرتسر۔ جالندہر۔ لودہانہ۔ دہلی۔ لکھنو۔ بنارس آرہ۔ کلکتہ۔ مدراس۔ بمبئی وغیرہ) مین بکثرت موجود ہین جو ہمارے دیکھنے یا سننے مین آرہے ہین۔ مگر چونکہ انکی تفصیل مین خاص خاص اعیان و اشخاص اہل اسلام کا ذکر کرنا پڑتا ہے جس سے انکی اہانت و دل شکنی متصور ہے لہذا ہم اس تفصیل سے قلم کو روکتے ہین اور اس کثرت مرئی یا مسموعی کی نظر سے یہہ دعوی کرسکتے ہین کہ ہمارے ملک ہندوستان وغیرہ اسلامی بلاد مین کوئی قومی یا شخصی دینی یا دنیاوی کام ایسا نہین جس سے تمام اقوام اہل اسلام کو یا کسی خاص قوم کے سب فرقون کو یا کسی خاص فرقہ کے سبھی اشخاص کو ہمدردی ہو۔ اور کوئی اسکا مزاحم و درپے متخریب نہ ہو۔ اور یہہ کہہ سکتے ہین کہ اس وقت مسلمانون مین ایسا کوئی دینی عالم نہین جسکو سبھی مسلمان واجب التعظیم اور لائق اقتدا سمجھتے ہون اور نہ کوئی انکا دنیاوی

ایسا سردار یا رئیس ہے جسکو سبھی اپنا سردار و رئیس خیال کرتے ہون - اور نہ (بجز مساجد ثلثہ)
انکا کوئی ایسا معبد یا کوئی اور مقدس مشہد ہے جسکو سبھی اپنا معبد و مقدس مشہد مانتے
ہون - اور نہ کوئی انکا دنیاوی کارخانہ تجارت حرفت و صناعت وغیرہ کا ایسا
ہے جسکو سبھی اپنا کارخانہ جانتے اور اُسکی ترقی چاہتے ہون -

یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی دینی ترقی مین بھی بے دست و پا ہین اور دنیاوی ترقی مین بھی
بے بس و ناکس ہین - نہ پہلی سی مذہبی یا دنیوی حکومت رکھتے ہین نہ پہلی سی تجارت نہ مثل
سابق ثروت نہ ویسی امارت - انکے اس حال زار پر ایک ہمدرد نے کیا اچھا مرثیہ کہا ہے
جو اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۹ مین منقول ہے ازانجملہ دو چار بیت اس مقام مین نقل کیے جاتے ہین

وہ یہ ہین

مسلمانون سنو دیکھو تمہاری کیسی حالت ہے — نہ پہلی سی ریاست ہے نہ پہلی سی حکومت ہے
نہ مرکب ہے نہ موکب ہے نہ گھوڑی ہین نہ جوڑی ہین — نہ حشمت ہے نہ نکہت ہے نہ عزت ہے نہ حرمت ہے
تمہارے پاس تھا جو کچھہ وہ کھویا عیش عشرت مین — نہ تن پر چیتھڑا باقی ہے اک ننگ ملت ہے
تمہین سب دیکھتے ہین منتشر ہو کہتے ہین جابجا — تمہارے واسطے ہر گوشہ گویا جائے ذلت ہے
بگاڑا ایک کا ہی ایک کیا تہذیب پھیلی ہے — ہم ایک ایک دشمن ہے اور آپسمین عداوت ہے

اس مضمون مین ہم ان سبھی حضرات خواص کی خدمات مین جو اس بغض و باہمی عداوت مین
مبتلا ہین کچھہ عرض کرنے کی جرأت نہین رکھتے اور اُن سبکے باہمی بغض کو مٹانے اور اس بغض
کے سبھی بدنتائج کے دور کرنے کی بحکم "ولن یصلح العطار ما افسدہ الدہر" امید یا ہوس
نہین کرتے صرف بعض اخص خواص علماء صالحین خصوصًا اپنے عینی اخوان دین
اہلحدیث کو (جو قال اللہ وقال الرسول ورد زبان رکھتے ہین اور قرآن و حدیث پر عمل کرنے
کے مدعی ہین) اس بغض و تہاجر اختیار کرنے مین انکی مذہبی غلطی بتاتے اور یہہ بیان کرنا
چاہتے ہین کہ جس قدر اور جس قسم کے بغض و تہاجر کو وہ دین متین اور سنت سلف صالحین سمجھہ رہے

مین وہ دین نہین ہے - سلف صالحین کی گناہ وپزناخوشی اوران حضرات کے دستور العمل بغض مین اسقدر فرق اور بُعد ہے جیسا کہ ترکستان اور مکہ مین ہے - ولہذا بقصد سلوک طریق سلف صالحین انکا اسقدر بغض وتہاجر اختیار کرنا اس شعر کا مصداق بنتا ہے ۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
این راہ کہ تو میروی بترکستانست

پوشیدہ اس معروض پر عمل ورآمد ہونا - اور اس زمرہ اخص خواص سے بغض اٹھ جانا یا کم ہوجانا خدا تعالے کے اختیار مین ہے -

پس اولاً ان حضرات اخص خواص کے ان **متمسکات** کو ذکر کیا جاتا ہے جن سے وہ باہمی بغض وتہاجر کا دین نہین وسنت سلف صالحین ہونا ثابت کرتے ہین - پھر اُنکی غلطی فہم کو جو ان تمسکات سے تمسک کرنے مین اُن سے واقع ہوئی ہے بیان کیا جائیگا پھر اسکی تائید مین ان آیات واحادیث کو وارد کیا جائیگا جن سے انکے معمولی بغض وتہاجر کا دین نہ ہونا ثابت ہوتا ہے - ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

وہ حضرات اپنے معمولی بغض وتہاجر پر کئی آیات سے تمسک کرتے ہین کئی احادیث وآثار سے

منجملہ آیات متمسک بہا ان حضرات کے ایک یہ آیت ہے جسمین

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ھود ع ۱)	ارشاد ہے کہ ظالمون کیطرف مت جھکو پھر تمہین آگ لگیگی -

وہ خیال کرتے ہین کہ فاسقون ظالمون سے ملنا بیٹھنا انکی طرف جھکنا ہے جنپر آگ مین جلنے کی وعید ہے دوسری آیت یہہ ہے جسمین ارشاد ہی تو (اے نبی) مومنون کو

لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم (مجادلہ ع ۳)	ایسا نہ پائیگا کہ وہ خدا اور رسول کے مخالفون سے دوستی رکہین اگرچہ وہ اونکے باپ ہون خواہ بیٹے یا بھائی یا قبیلہ کے لوگ

وہ خیال کرتے ہین کہ گنہگارون (فاسقون یا کافرون) سے ملنا بلکہ بغیضا ان سے محبت کرنا ہے جس پر ایمان نہ رہنے کا ڈر سنایا گیا ہے

تیسری آیۃ یہہ ہے جسمین ارشاد ہے کہ (حضرت) ابراہیم اور انکے ساتھہ والون اہل ایمان

اذ قالوا لقومهم انا برآؤا منكم ومما تعبدون من دون الله كفرنا بكم وبدا بيننا وبينكم العداوة والبغضاء ابدا حتى تؤمنوا (ممتحنه ع ۱)

نے اپنی قوم مشرکین سے کہا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودون سے بیزار اور منکر ہین اور ہم مین تم مین ہمیشہ کے لیے جب تک کہ تم ایمان نہ لاؤ دشمنی اور ناخوشی ظاہر ہو چکی ہے۔

چوتھی آیت یہ ہے جسمین ارشاد ہے اے ایمان والو اپنے باپون اور بھائیون سے

يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا آباءكم واخوانكم اولياء ان استحبوا الكفر على الايمان ومن يتولهم منكم فاولئك هم الظلمون - (براءة ع ۳)

دوستی نہ رکھو اگر وہ کفر کو ایمان پر ترجیح رکھین - جو انکو دوست رکھیگا وہ ظالم ہے -

اسی قسم کی اور آیات ہین جنسے یہ حضرات تمسک کرتے ہین ان آیات سے بڑھکر کوئی آیت اونکی متمسک بہا نہین ہے -

اور منجملہ احادیث متمسکہ ان حضرات کے ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلعم

باب ما يجوز من الهجران لمن عصى وقال كعب بن مالك حين تخلف عن النبي صلعم ونهى النبي المسلمين عن كلامنا وذكر خمسين ليلة (صحیح بخاری ص ۸۹۷)

نے کعب بن مالک صحابی سے اسکے جنگ تبوک مین پیچھے رہجانے کے سبب گفتگو ترک کر دی اور اپنے اصحاب کو بھی اس سے ملنے جلنے کی سخت ممانعت فرمائی

دوسری یہ حدیث کہ حضرت عمار بن یاسر صحابی زعفران آمیز خوشبو ملکر آنحضرت

عن عمار قال قدمت على اهلي وقد تشققت يداي فخلقوني

کے پاس گئے اور آپ کو

بزعفران فغدوت على النبي صلعم فسلمت عليه
فلم يرد علي وقال اذهب فاغسل هذا عنك

سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا اور فرمایا کہ جا اوسکو اپنے جسم سے دھو۔

عن عائشة انه اعتل بعير لصفية بنت حيي وعند
زينب فضل ظهر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لزينب
اعطيها بعيرا فقالت انا اعطي تلك اليهودية فغضب
رسول الله صلعم فهجرها ذا الحجة والمحرم وبعض صفر (ابوداود ص۲۷۶ ج۲)

تیسری یہ حدیث ہے کہ حضرت زینب نے آنحضرت کے سامنے حضرت صفیہ کو یہودیہ کہا تو آنحضرت نے اُن سے دو مہینہ سے زائد عرصہ ملنا بولنا چھوڑ دیا

چوتھی یہ حدیث کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کا ایک فضولی گنبد بنا ہوا دیکھا تو اوسکے سلام کا جواب نہ دیا جب اسنے اوسکو گرا کر زمین کے برابر کر دیا تو آپ نے اس رنج کا سبب ظاہر کیا اور فرمایا عمارتیں سبھی وبال ہیں بجز اس عمارت کے جو لابدی (ضروری) ہو۔

راى رسول الله صلى الله عليه وسلم قبة مشرفة حتى جاء
صاحبها فسلم عليه في الناس فاعرض عنه صنع ذلك مرارا حتى
عرف الرجل الغضب والاعراض فشكا الى اصحابه فقالوا خرج
فراى قبتك فرجع الى قبته فهدمها حتى سواها بالارض
فخرج رسول الله صلعم فلم يرها فقال ان كل بناء وبال على
صاحبها الا ما لا بد منه (ابوداود ص۳۵۶ ج۲)

پانچویں یہ حدیث کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب عملوں سے بہتر عمل خدا کے لیے نیک لوگوں سے محبت کرنا ہے اور خدا ہی کے لیے (بدوں سے) بغض رکھنا ہے۔

قال رسول صلی علیہ وسلم افضل الاعمال الحب فی الله
والبغض فی الله (ابوداود ص۲۷۶)

چھٹی حدیث یہ ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہہ ارشاد ہے کہ جو کوئی بری بات کو دیکھے اوسکو ہاتھ سے ہٹا دے یہ طاقت نہ ہو تو زبان سے یہہ

قال رسول الله صلعم من راى منكرا فليغيره بيده فان
لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه

وذالک اضعف الایمان (رواہ مسلم)

طاقت نہو تو دل سے اوسکو برا جانے - اور یہہ ایمان کا ادنے درجہ ہے - اور بعض روایات مین ہے کہ اس قلبی انکار کے سوا رائی برابر ایمان نہین رہتا -

اسی قسم کی اور احادیث وہ اپنے خیال کی تائید مین پیش کرتے ہین ان احادیث سے بڑہکر اپنے خیال کے موید وہ کوئی حدیث نہین رکہتے -

اور منجملہ آثار صحابہ و تابعین جنسے وہ لوگ تمسک کرتے ہین ایک حضرت عائشہ صدیقہ

ان الزبیر قال فی بیع او عطاء اعطتہ عائشۃ واللہ لتنتہین عائشۃ اولاحجرن علیہا قالت اھو قال ھذا قالوا نعم قالت ھو للہ علی نذر ان لا اکلم ابن الزبیر ابدًا فاستشفع ابن الزبیر حین طالت الھجرۃ الحدیث (صحیح بخاری ص ۸۹۷)

کا یہہ فعل ہے (جو صحیح بخاری مین منقول ہے) کہ انہون نے حضرت ابن الزبیرؓ سے انکے اس کہنے پر کہ مین عائشہؓ کے بیجا اخراجات کے سبب انکے تصرفات مالی اختیار کو بند کر دونگا" انسے ترک کلامی کی اور اسپر قسم بھی کھائی جبپر ابن الزبیر لوگون کی سفارش لیکر انکے پاس گئے - اور رو کر ملتجی ہوئے تو وہ انسے بولین اور قسم کے بدلہ چالیس غلام آزاد کرکے بھی روتی رہتین -

دوسرا حضرت فاطمہؓ کا یہہ فعل کہ انہون نے صدیق اکبرؓ سے آنحضرت صلعم

ان فاطمۃ ارسلت الی ابی بکر تسئلہ میراثہا من رسول اللہ صلعم مما افاء اللہ فقال ابو بکر ان رسول اللہ صلعم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ - فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فھجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت (بخاری ص ۶۰۹)

کے مال سے حصہ ورثت نہ دینے پر ترک کلامی کی - یہانتک کہ اس جہان فانی سے رحلت فرمائی -

تیسرا حضرت ابن عمرؓ کا یہہ قول (جو سنن دارمی مین منقول ہے) کہ فلان شخص کو

عن ابن عمرؓ انہ جاءہ رجل فقال ان فلانا یقرأ علیک السلام

میرا سلام مت کہو مین سنے

قال بلغنی انه قد احدث فلا تقرأ علیه السلام (دارمی ص ۵۹)

سنا ہے کہ اوسنے دین مین نئی بات نکالی ہے۔

عن نافع قال کان لابن عمر صدیق من اهل الشام یکاتبه فکتب الیه ابن عمر انه بلغنی انه تکلمت فی شئ من التقدیر فایاک ان تکتب (ابوداؤد ص ۲۸۰ ج ۲)

ایک روایت انسے یہہ بہی ہے کہ انکی ایک شخص ساکن شام سے خط وکتابت تہی اسنے مسئلہ تقدیر مین کچہہ خلاف سنت اعتقاد ظاہر کیا تو آپ نے اسکو مکاتبت سے روک دیا

چوتہا ابو قلابہ تابعی کا یہہ قول کہ اہل ہوا (بدعت) کے پاس مت بیٹھو اور نہ

عن ابی قلابة قال لا تجالسوا اهل الاهواء ولا تجادلوهم فانی لا آمن ان یغمسوکم فی ضلالتهم او یلبسوا علیکم ما کنتم تعرفون (دارمی ص ۵۹)

اُن سے بحث کرو مجہے خوف ہے کہ وہ تمہین گمراہی مین ڈبو دینگے

پانچوان سعید بن جبیر تابعی کا ایوب کو یہہ کہنا کہ تو طلق بن حبیب کے پاس (جو مرجی

عن ایوب قال رآنی سعید بن جبیر جلست الی طلق ابن حبیب فقال لی الم ارک جلست الی طلق ابن حبیب لا تجالسنه (دارمی ص ۵۹)

ہونے سے متہم تہا) مت بیٹھ۔

اسی قسم کے اقوال وآثار اور تابعین وتبع تابعین احمد بن حنبل وغیرہ کے وہ لوگ اپنی خیال کی تائید مین پیش کرتے ہین جو ان آثار سے بڑہکر نہین ہین۔

یہ ان حضرات کے متمسکات ہین اب اس غلطی کو بیان کیا جاتا ہے جو ان متمسکات سے تمسک کرنے مین ان حضرات سے وقوع مین آئی ہین۔

جو تعیض وتہاجر ان حضرات مین معمول ومروج ہے اسکا یہ حال ہے کہ یہہ حضرات اپنی مسلمان بہائیون سے جو اصول بلکہ اکثر فروع مین انسے متفق ہین اور اعمال واخلاق مین انکی طرح غالباً شریعت کے پابند صرف بعض امور جزئیہ فرعیہ پر ایسا بغض کرتے ہین جیسا مخالفین (فی الاصول) کفار یا فساق بدکردار سے اور اس تعیض پر اپنے

دائمی اور کلی مہاجرت اختیار کرتے ہین اسکو کسی وقت ظہور اثر و نتیجہ نیک (خوف یا ہدایت مخاطب یا صیانت دیگر اشخاص) تک محدود نہین کرتے۔ اور مع ہذا کسیکی ایک وصف کے سبب اسکی ذات اور شخص کو مطلق بد تصور کرتے ہین اور اسکے بہت سے نیک اوصاف کا لحاظ و پاس نہین کرتے۔ و بنا؍ علیہ اسکے اچھے کامون کے بھی دشمن ہو جاتے ہین۔ اور صاف کہتے ہین کہ یہہ کام اچھا ہے ولیکن چونکہ فلان شخص یا جماعت کا فعل ہے لہذا اسکا خلاف ضروری ہے۔ اور اس شخص یا جماعت سے بغض و علیحدگی واجب ہے۔ الغرض یہہ حضرات جزئی امور پر کلی اور دائمی بغض و تہاجر اختیار کرتے ہین اور اس قسم کا بغض و تہاجر آیات و احادیث و آثار متمسک بہا ان حضرات سے ہرگز ثابت نہین ہوتا۔ ان حضرات نے آیات و اخبار منقولہ بالا کو اپنے معمولی بغض و تہاجر کے دلائل سمجھنے مین سراسر غلطی کی ہے

(تمسک آیات مین انکی غلطی کا بیان)

پہلی آیت مین ظالمون کے ظلم و کفر وغیرہ اعمال بد کیطرف جھک جانے سے ممانعت مراد ہے چنانچہ ابو العالیہ اور سدی اور عکرمہ وغیرہ مفسرین سے بغوی وغیرہ نے نقل کیا ہے نہ انکی ذات و اشخاص کی طرف جھکنے اور انسے ملنے جلنے سے ممانعت یہ مراد ہوتی تو

> قال ابو العالية لا ترضوا باعمالهم قال السدی لا تداهنوا الظلمة وعن عكرمة لا تطيعوهم (يعني في المظالم) (معالم التنزيل بزيادة التفسير)

یہہ وہ لوگ کسی برا کام کرنے والے سے اس غرض کو پیش نظر رکھکر اور اس حد تک بغض و مہاجرت نہین کرتے کہ وہ ڈرسے اس کام کو چھوڑ دے یا اسکو ہدایت ہو جائے یا اور لوگ اسکی پیروی سے بچ جائین جیسا کہ سلف صالحین نے بعض اہل معاصی سے کیا ہے یہ لوگ اس سے ذاتی بغض اختیار کرتے ہین۔ پھر اسکو موروثی بنا لیتے ہین اور اسکے نتائج کا بالکل خیال نہین کرتے۔ اسکی تفصیل جواب تمسک احادیث و آثار مین بخوبی ہوگی انشاء اللہ تعالے۔

تو آنحضرت صلعم کسی کافر کیطرف نہ جھکتے اور نہ کسی کافر و ظالم سے ملتے حالانکہ صلح خواہ

وان جنحو اللسلم فاجنح لها وتوکل علی اللہ انه هو السمیع العلیم (انفال ع)

کفار کیطرف صلح کے لیے جھکنے کا خود خدا تعالے نے آپکو ارشاد کیا ہے - اور سفیرون وغیرہ

کافرون سے جو آپ کے دشمن اور جنگ جو نہ تہے) آپ کا نہ صرف معمولی طور پر بلکہ اعزاز و اکرام کے ساتھہ میل جول رہا اور اس اکرام کا آپ نے آخری وقت عمر مین اپنے خلفا کو بہی حکم دیا ہے - یہہ حکم خدا و رسول مقام تائید مین بتفصیل منقول ہوگا -

دوسری اور تیسری آیت مین یہہ ہے ہر ایک کافر یا گنہگار سے صرف اسکے کفر یا گناہ کے سبب والی دشمنی اور ترک دوستی کا حکم نہین ہے - بلکہ خاص کر ان کافرون سے جو مسلمانون کو مذہب کے سبب تکلیف پہنچاوین اس تکلیف رسانی کی نظر سے دشمنی اور ترک دوستی کا حکم ہے جو اور کافرون اور غیر حالت ایذا رسانی کیطرف ہرگز متعدی نہین ہو سکتا اس تخصیص پر ان آیات کا مورد نزول اور انکا ماقبل و مابعد شاہد ہے اور قرآن کی اور بہت آیات موید ہین

دوسری آیت کی تفسیر مین معالم التنزیل مین لکہا ہے کہ وہ حاطب ابن ابی بلتعہ کے حق

قیل نزلت فی حاطب بن ابی بلتعہ حین کتب الی اهل مکة وسیاتی فی سورة الممتحنة ان شاء اللہ عز وجل وروی مقاتل بن حیان عن مرة الهمدانی عن عبد اللہ بن مسعود فی هذه الایة قال ولو کانوا اباءهم یعنی اباعبیدة بن الجراح قتل اباه عبد اللہ بن الجراح یوم احد او ابناءهم یعنی ابابکر دعا ابنه یوم بدر الی البراز وقال یارسول اللہ دعنی اکن

مین نازل ہوئی جبکہ اوسنے اہل مکہ (آنحضرت سے جنگ کرنے والون) کے پاس ایک خط کے ذریعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخبری کی - اور عبد اللہ بن مسعود سے نقل کیا ہے کہ اس آیت مین ماباپ سے ابو عبیدہ کے باپ کیطرف اشارہ ہے جسکو انہون نے احد کی لڑائی مین مارا - اور بیٹے سے حضرت صدیق اکبر کے بیٹے کی

في الرعلة الاولى فقال له رسول الله صلعم
متعنا بنفسك يا ابا بكر واخوانهم يعني
مصعب بن عمير قتل اخاه عبيد بن عمير
يوم احد او عشيرتهم يعني عمر قتل خاله
العاص بن هشام بن المغيرة يوم بدر وعليا
وحمزة وعبيدة قتلوا يوم بدر عتبة وشيبة
ابني ربيعة والوليد بن عتبة (معالم ص ۸۸۹)

طرف اشارہ ہے جس سے اونہون بدر
کی لڑائی مین مقابلہ کرنا چاہا - اور بھائی
سے مصعب بن عمیر کا بھائی مراد ہے جسکو
انہون نے احد کی لڑائی مین مارا - اور
قبیلہ سے عمر و علی و حمزہ و عبیدہ کے قرابتی
عاص بن ہشام عتبہ شیبہ اور ولید مراد ہین
جنکو ان حضرات نے بدر کے دن مارا -

اور تیسری آیت کے پہلے سورہ ممتحنہ کے شروع مین خدا تعالے نے فرمایا ہے ای ایمان والو

يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا عدوي وعدوكم
اولياء تلقون اليهم بالمودة وقد كفروا
بما جاءكم من الحق يخرجون الرسول و
اياكم ان تؤمنوا بالله ربكم ان كنتم خرجتم
جهادا في سبيلي وابتغاء مرضاتي تسرون
اليهم بالمودة وانا اعلم بما اخفيتم وما
اعلنتم ومن يفعله منكم فقد ضل سواء
السبيل ان يثقفوكم يكونوا لكم اعداء
ويبسطوا اليكم ايديهم والسنتهم بالسوء
ودوا لو تكفرون لن تنفعكم ارحامكم ولا
اولادكم يوم القيمة يفصل بينكم
والله بما تعملون بصير
(ممتحنہ ع ۱)

میرے اور اپنے دشمنون کو دوست نہ بناؤ کہ
انکو دوستی کے پیام بھیجو - وہ اس حق
سے جو تمکو آیا ہے منکر ہو چکے ہین وہ
نکالتے ہین رسول کو اور تمکو صرف اسلئے
کہ تم خدا پر جو تمہارا رب ہے ایمان لائے
ہو - اگر تم خدا کی راہ مین ان ظالمون سے
لڑنے اور میری خوشی چاہنے کو نکلے ہو
تم انکو چھپے چھپے پیام بھیجتے ہو اور مجھے خوب معلوم
ہے جو تم نے چھپایا اور جو ظاہر کیا جو کوئی تم
مین سے ایسا کرے وہ بھولا سیدھی
راہ - وہ تمکو پاوین تو تمہاری دشمن ہو جاوین
اور تم پر ہاتھ پھیلاوین اور برائی سے
زبانین چلاوین - اور یہ چاہین کہ تم

کسی طرح کافر ہوجاؤ۔ تمہارا رحم اور تمہارے اولاد قیامت کے دن تمہارے کسی کام نہ آئینگے۔ جو تم کرتے ہو خدا دیکھتا ہے۔

اس ارشاد کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ قول (جسکا دوسری آیت میں بیان ہے) نقل کیا اور فرمایا تمکو ابراہیم اور اسکے ساتھ والون کی اچھی چال چلنی چاہیے جب انہون نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودون سے بیزار ہین ہم تمہارے منکر ہوئے۔ اور ہم مین تم مین دشمنی اور ناخوشی ہمیشہ کے لیے جب تک تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ ظاہر ہو چکی

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم و الذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برآء منکم و مما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم و بدا بیننا و بینکم العداوۃ و البغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ ممتحنہ ع۱

اسکے بعد خدا تعالے نے اس امت کو فرمایا ہے تمکو خدا ان کافرون سے جو تم سے دین پر نہین لڑے اور نہ انہون نے تمکو گہرون سے نکالا بہلائی کرنے اور انصاف سے سلوک کرنے سے نہین روکتا۔ وہ تو انہی کافرون سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جو تم سے دین پر لڑے ہین اور تم کو گہرون سے نکال چکے ہین اور تمہارے نکالنے پر تمہارے دشمنون کے مددگار بنے ہین جو ان سے دوستی کرین گے وہی ظالم ہین۔

لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔ انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین و اخرجوکم من دیارکم و ظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم و من یتولھم فاولئک ھم الظلمون (ممتحنہ ع۲)

صحیح بخاری اور معالم التنزیل وغیرہ کتب تفسیر مین سورہ ممتحنہ کی پہلی آیت کا مورد نزول یہہ قصہ بیان کیا ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ (صحابی) نے آنحضرت کی

عن عبید اللہ ابن ابی رافع کاتب علی یقول سمعت علیا یقول بعثنی رسول اللہ صلعم

انا والزبیر والمقداد فقال انطلقوا حتی تاتوا
روضۃ خاخ فان بہا ظعینۃ معہا کتاب
فخذوہ منہا فذھبنا تعادی بنا خیلنا حتی
اتینا الروضۃ فاذا نحن بالظعینۃ فقلنا
اخرجی الکتاب قالت ما معی من کتاب فقلنا
لتخرجن الکتاب او لنلقین الثیاب فاخرجتہ
من عقاصہا فاتینا بہ النبی صلعم فاذا فیہ
من حاطب بن ابی بلتعۃ الی ناس من المشرکین
من بمکۃ یخبرہم ببعض امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال النبی صلعم ما ھذا یا حاطب قال لا تعجل علی
یارسول اللہ انی کنت امرا من قریش ولم اکن
من انفسہم وکان من معک من المہاجرین
لہم قرابات یحمون بہا اہلیہم واموالہم
بمکۃ فاحببت اذ فاتنی من النسب فیہم ان
اصطنع الیہم یدا یحمون قرابتی وما
فعلت ذلک کفرا ولا ارتدادا عن دینی
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد صدقکم
فقال عمر دعنی یارسول اللہ فاضرب عنقہ
فقال انہ شہد بدرا وما یدریک لعل اللہ
اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم
فقد غفرت لکم قال عمرو ونزلت فیہ

فتح مکہ کے لیے تیاری کی بعض حالات ایک خط
مین لکھکر ایک عورت (سارہ نامی) کی معرفت
اہل مکہ کیطرف روانہ کیے اور آنحضرت صلعم نے
وحی سے اس حال پر مطلع ہوکر حضرت علیؓ
وغیرہ کو اس عورت کے پیچھے دوڑایا اور یہہ فرمایا
کہ روضہ خاخ (مقام) مین تمکو ایک عورت محمل
مین سوار ملیگی اس سے وہ خط لے لو۔ حضرت
علی وغیرہ گھوڑے دوڑاتے ہوئے گئی اور اس
مقام مین پہنچے تو وہان اس عورت کو پایا اور
اس سے کہا خط جو تیرے پاس ہے نکال دے
ورنہ ہم تجھے برہنہ کرکے تیری تلاشی لینگے
اسنی پہلے انکار کیا آخر تلاشی کے خوف سے
سر کے بالون مین سے وہ خط نکالدیا وہ حضرت
کے سامنے پیش ہوا تو اسمین وہ مضمون نکلا۔
آنحضرت نے حاطب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہہ
کیا ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول مینے یہہ کام
کافر اور مرتد ہوکر نہین کیا صرف اس غرض دنیاوی
کے لیے کیا ہے کہ اہل مکہ پر میرا ایک احسان ہو
اور اس احسان کے سبب وہ میرے مال وعیال کی
مکہ مین خبرگیری کرین - اور عرض کیا کہ آپکے
اور مہاجرین ساتھیون کے مکہ مین قرابتی ہین

یا یہا الذین امنوا لاتتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء الخ (بخاری ص ۷۲۶) (ومثلہ فی المعالم ص ۸۹۶)

جو انکے اموال و عیال کو وہان سنبھالے اور مین تو میرا قرابتی مکہ مین کوئی نہ تہا جو میرے مال عیال کو سنبھالتا مین نے اپنی عیال و مال کی حفاظت کے لیے انپر یہہ احسان کرنا چاہا اسپر یہہ آیت اُتری کہ میرے دشمنون کو دوست نہ بناؤ الخ ۔

اور صحیح بخاری و معالم التنزیل وغیرہ مین اخیر آیۃ کی تفسیر مین لکہا ہے

قال عبد اللہ بن الزبیر نزلت فی اسماء بنت ابی بکر وذلک ان امہا قتیلۃ بنت عبد العزی قدمت علیہا المدینۃ بہدایا ضبابا واقطا وسمنا وہی مشرکۃ فقالت اسماء لا اقبل منک ہدیۃ ولا تدخلی علی بیتی حتی استاذن رسول اللہ صلعم فسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ ہذہ الایۃ فامرہا رسول اللہ صلعم ان تدخلہا منزلہا وتقبل ہدیتہا وتکرمہا وتحسن الیہا (معالم ص ۹۸۹) (ومثلہ فی صحیح البخاری ص ۳۵۷ و ص ۸۸۹)

کہ یہہ آیت اسماء بنت ابی بکر کے حق مین اتری ہے ۔ انکی والدہ قتیلہ بنت عبد العزی مدینہ مین انکے پاس ہدیہ (پنیر گہی او گہیہ) لیکر آئی اور وہ اسوقت مشرکہ تھی تو حضرت اسماء نے کہا کہ مین تیرے ہدیہ کو نہین قبول کرتی ۔ اور تو میرے گھر مین داخل نہو جب تک کہ مین آنحضرت صلعم سے پوچھہ نہ لون اسپر یہ آیت اتری ۔ اور آنحضرت صلعم نے انکو اجازت دی کہ وہ اسکا ہدیہ قبول کرین اور اوسکی عزت کرین اور اسکے ساتھہ احسان پیش آوین ۔

ان آیات کے سیاق و سباق و شان نزول سے صاف ثابت ہے کہ ان آیات مین ہر ایک کافر و گنہگار سے ذاتی دشمنی اور ترک دوستی کا حکم نہین ہے بلکہ خاص کر ان ہی لوگون سے جو مسلمانون کو دین کے سبب ستاوین اس ایذا رسانی کی نظر سے دشمنی کا حکم ہے ایسا ہی چوتھی آیۃ مین ہر ایک کافر باپ یا بہائی سے صرف کفر کے سبب ترک دوستی کا حکم نہین ہے ۔ بلکہ خاص کر اس باپ یا بہائی سے دوستی کی ممانعت ہے جو دین کی سد راہ ہون اور اس ممنوع دوستی سے یہہ مراد ہے کہ انکی خاطر دین چہوڑ دین

معالم وغیرہ تفاسیر مین ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ

عن ابن عباس قال لما امر النبی صلعم الناس بالھجرۃ الی المدینۃ فمنھم من یتعلق بہ اھلہ وولدہ یقولون ننشدک باللہ ان تضیعنا فیرق لھم فیقیم علیھم ویدع الھجرۃ فانزل اللہ عزوجل ھذہ الآیۃ فقال مقاتل نزلت فی التسعۃ الذین ارتدوا عن الاسلام ولحقوا بمکۃ فنھی اللہ عن ولایتھم فانزل اللہ یایھا الذین امنوا لا تتخذوا آباءکم واخوانکم اولیاء بطانۃ واصدقاء فتفشون الیھم اسرارکم وتؤثرون المقام معھم علی الھجرۃ (معالم ص)	وسلم کو مدینہ کیطرف ہجرت کرنیکا حکم کیا ہوا تو بعض لوگون کو انکے گھر والے اور بچے لپٹ گئے اور خدا کا نام لیکر کہنے لگے کہ ہجرت اختیار کر کے ہمکو برباد نہ کرو اس سے اونکے دل نرم ہو گئے اور وہ ہجرت چھوڑ بیٹھے ۔ اور مقاتل تابعی سے نقل کیا ہے کہ یہ آیتین ان اشخاص کے حق مین نازل ہوئی ہین جو اسلام چھوڑ بیٹھے ۔ اور مکہ مین جا رہے تھے ۔ انکو خدا نے فرمایا ہے اپنے باپون اور بھائیون کو اپنا دوست نہ بناؤ اور انکو پاس رہنے کو ہجرت سے مقدم نہ سمجھو

ایسا ہی اور آیات قرآن مین جنمین کفار کے موالات و دوستی سے ممانعت وارد ہے

جیسے آیت - لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین (آل عمران ع ۳)

اور آیت - یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء (مائدہ ع ۸)

" لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم

" المؤمنون بعضھم اولیاء بعض (توبہ ع ۹)

پہلی آیت کی تفسیر مین ماہر مفسرین نے ایسی دوستی کا کفار سے ممنوع ہونا بیان کیا ہے جو دین کفر کی نظر سے ہو یا اس سے دین اسلام کو نقصان پہونچے ۔ چنانچہ بعض مفسر اسکا مورد نزول حاطب بن ابی بلتعہ اور اوسکی دوستی کو (جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے) ٹھہرایا ہے بعض نے ابولبابہ بن عبد المنذر اور اس کے اس فعل کو کہ دوستی آنحضرت کا بھید بتا دیا

خاص خاص سببون سے اور خاص خاص حالتون مین ایسی دوستی جس سے دین اسلام یا مسلمانون کو نقصان پہونچے ترک کرنیکا حکم ہے نہ مطلقاً و بہر حال۔ یہہ مضمون کسی آیت

آپ کے دشمنون (یہود بنی قریظہ) کو بتایا یا تہا جب وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وکیل ہوکر انکے پاس گیا تہا۔ بعض نے یہودیون کی اس جماعت کو جو مسلمانون کے بہکانے کو آئے ہے۔ وعلے ہذا القیاس۔

(دیکھو معالم صفحہ ... وتفسیر کبیر وغیرہ صفحہ ۶۴۴)

تفسیر کبیر مین بعض ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ مسلمان کا کافرون سے

واعلم ان کون المومن موالیا للکافر یحتمل ثلاثۃ اوجہ احدھا ان یکون راضیا بکفرہ ویتولاہ لاجلہ وھذا ممنوع منہ لان کل من فعل ذلک کان مصوبا لہ فی ذلک الدین وتصویب الکفر کفر والرضاء بالکفر کفر فیستحیل ان یبقی مومنا مع کونہ بھذہ الصفۃ وثانیھا المعاشرۃ الجمیلۃ فی الدنیا بحسب الظاھر وذلک غیر ممنوع منہ والقسم الثالث وھو کالمتوسط بین القسمین الاولین ھو ان موالاۃ الکفار بمعنی الرکون الیھم والمعونۃ والمظاھرۃ والنصرۃ اما بسبب القرابۃ او بسبب المحبۃ مع اعتقاد ان دینہ باطل فھذا لا یوجب الکفر الا انہ منھی عنہ

دوستی کرنا تین قسم ہوسکتا ہے اول یہہ کہ وہ اونکے دین (کفر) پر راضی ہو اور اس کفر کے سببسے اونکو دوست رکہے یہہ دوستی کفر ہے کیونکہ اسمین کفر کو پسند کرنا اور اسپر راضی ہونا پایا جاتا ہے جو کفر ہے قسم دوم یہ کہ کافر سے صرف بظاہر حسن معاشرت (یعنے خوش خلقی) سے پیش آئے یعنے دل سے اوسکی کفر کو برا سمجہے یہہ دوستی ممنوع نہین (چہ جائے کہ کفر ہو)۔ قسم سوم گویا ان دونو قسم کے بیچا بیچ مین ہے اور وہ یہہ ہے کہ کافرون کے دین کو برا سمجہے پر قرابت وغیرہ دنیاوی نظر سے انکا مددگار رہے۔ اور مسلمانون کے مقابلہ مین انکو مدد دے (جیسے

کسی آیۃ قرآنی سے ثابت نہین ہوتا کہ ہر ایک کافر سے (خواہ وہ کیسا ہی بے شر بے ضرر اور مسلمانونکا محسن یا قرابتی کیون ہی) قسم کی دوستی (مضادگو دنیاوی جہت قرابت وغیرہ یا کسی اور مصلحت سے ہو اور دین اسلام یا اہل اسلام کو اس سے کوئی نقصان نہ پہونچے) جائز نہین - اور اس سے مہاجرت اور عداوت واجب ہے -

اور جب ان آیات قرآنیہ سے ہر ایک کافر سے بہر حال اور بہر صورت میل جول ترک کرنے اور ان سے دائمی اور کلی دشمنی رکھنے کا حکم نہ نکلا تو پہر ان آیات سے گنہگار مسلمانون سے مہاجرت کرنی اور ان سے دائمی اور کلی دشمنی رکھنے کا حکم نکالنا غلطی نہین تو کیا ہے ؟

کفر یا شرک ایسی بری وصف ہر کہ اسکے ہوتے کافر یا مشرک کے صدہا بلکہ ہزارہا اوصاف حمیدہ (روشن خلقی رحم دلی صلہ رحمی وغیرہ) احکام آخرت مین کالعدم ہین - اور یہ امر نص قرآنی منقولہ حاشیہ سے ثابت و مسلم ہے

وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ هباءً منثوراً (سورہ ع)

ومہندا خدا تعالے نے دنیاوی احکام مین ان اوصاف کفار کو کالعدم نہین ٹہرایا اور بلحاظ ان اوصاف کے ان کافرون سے دوستی سے بھی منع کر دیا اور (اسی پہلی آیت مین) صاف فرما دیا کہ جو ایسی دوستی کریگا نہ خدا کا کوئی نہین ہے -

لان الموالاۃ بمعنی الرضا بکفرہ الی استحسان طریقتہ والرضا بدینہ وذلک یخرجہ عن الاسلام فلا جرم ھدد اللہ تعالی فیہ فقال ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ (تفسیر کبیر صفحہ ۶۲۵ جلد ۳)

حاطب بن ابی بلتعہ سے واقع ہوا) یہہ دوستی کفر نہین - یہہ منع ہے کیونکہ اس دوستی کا انجام شاید یہہ ہو کہ وہ انکے دین کو بھی اچھا سمجھنے لگ جائے اور اپنے دین اسلام سے خارج ہو - اسیواسطے خدا تعالے نے اس امر کی

یہہ کلام امام الاسلام کا ہمارے بیان کا پورا مؤید ہو اور صاف ظاہر ہے کہ کفار کی وہی دوستی کفر یا حرام ہر جو ان کے دین کی نظر سے ہو یا اس سے دین اسلام اور مسلمانون کو نقصان پہونچے نہ مطلق دوستی -

* ہونے کالعدم یا جیسے ہوئی

جنمین وہ اوصاف ہیون حسن سلوک اور میل جول کا حکم دیا ہے - تو پھر کیا اسلام یا توحید وغیرہ حسنات و اوصاف حمیدہ اہل اسلام کا اوصاف حمیدہ کفار کے برابر بھی رتبہ نہیں کہ ان اوصاف اہل اسلام کا دنیاوی احکام مین لحاظ نہ کرین - اور مسلمانون سے بہ نظر انکے اسلام یا توحید یا کسی وصف محمود کے حسن اخلاق سے پیش نہ آوین اور انسے میل جول نہ رکھین - یہہ تو کمال بے انصافی ہے جس مین کفر کی اسلام پر ترجیح اور کافرون کی مسلمانون سے احکام دنیوی مین تفضیل پائی جاتی ہے

ہمارے اخوان دین خصوصاً ہمارے عینی بھائی [illegible] ہین منبرون پر بیٹھکر ان آیات کو مسلمانون پر لگاتے اور ان آیات کی [illegible] انکو باہمی بغض و تہاجر کا سبق پڑہاتے مین اس [illegible] سے خیال مین لاوین اور مسلمانون کو کافرون سے نیچے نہ گرانا [illegible] اس بے انصافی یا غلطی سے باز آوین -

* ہمارے عینی اخوان اہلحدیث اکثر منبرون پر بیٹھکر یہ آیات پڑہتے اور بدرستی و ان آیات کے اپنے اتباع کو اپنے علاقی بھائیون مقلدین سے (جنکو وہ بدعتی کہتے ہین جیسے کہ وہ انکو وہابی) تفرقہ (علیحدگی) کی وصیت کرتے ہین ایک دفعہ مظفر پور ترہٹ مین جمعہ کے خطبہ مین اس خاکسار نے سورہ حجرات کا وعظ کیا - اور اپنے عینی و علاتی بھائیون کو فروعی اختلاف سے نظر اٹھا کر بنظر امور اتفاقیہ باہمی اتفاق و ارتباط کا شوق دلایا تو جمعہ کے بعد ایک مولوی صاحب (جو مجھ سے دلی محبت و حسن ظنی رکھتے ہیں اور مین انسے) منبر پر رونق افروز ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ قول (جو تیسری آیت مین منقول ہوا ہے) پڑہکر اس امر کے مثبت و مظہر ہوئے کہ جو تفرقہ اس وقت اہلحدیث و اہل تقلید مین رہا ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہی ہے مین امید کرتا ہون کہ وہ دوست ہمارے اس مضمون کو پڑہکر اپنے اس بیان کو واپسی اور رجوع کے لائق سمجھینگے - اور اس تفرقہ مرسومہ کو سنت ابراہیمی ہرگز خیال نہ کرینگے بلکہ اس تفرقہ کی نظیر سمجھینگے جو اہل کتاب مین ہے اور اس سے یہہ آیات مانع ہین (واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا و لا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءہم البینٰت) وغیرہ وغیرہ -

(تمسک احادیث و آثار مین ان حضرات کی غلطی کا بیان)

احادیث و آثار سے تمسک کرنے مین ان حضرات نے یہہ غلطی کی ہے کہ ایک جانب کی احادیث و آثار کو جنمین غضب و تشدد پایا جاتا ہے) لے لیا اور دوسری جانب کی احادیث و آثار کو جنمین تخفیف و ترحم پایا جاتا ہے اور وہ بہ نسبت احادیث و آثار غضب و تشدد کے شمار مین زیادہ ہین پس پشت ڈالدیا۔ اور ظرفہ یہہ ہے کہ ایک حدیث کے نصف حصہ کو لے لیا اور نصف باقی سے آنکھ کو بند کر لیا جسکی نظر سے انکا حال اس مصرع کا مصداق ہو رہا ہے ع حفظت شیئا و غابت عنک اشیاء۔ و مع ہذا آنحضرت و صحابہ و تابعین کی نیت و اغراض اور انکے تہاجر کے نتائج کا اپنی بدنیت اور نفسانی اغراض اور مفاسد انگیز نتائج پر قیاس کیا۔ اور یہہ گمان کر لیا کہ جس بدنیت اور غرض فاسد سے ہم اہل اسلام سے بغض و تہاجر اختیار کرتے ہین اسی غرض سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین رض کیا کرتے تھے اور جو نتائج بد ہمارے بغض و تہاجر سے پیدا ہوتی ہین وہی ان حضرات کے تہاجر کے نتائج تھے۔ غلط قیاس و گمان کی نظر سے یہہ حضرات اس بیت کے مخاطب و مصداق ہین

بیت

کار پاکان را قیاس از خود مگیر — گرچہ آید در نوشتن شیر شیر

احادیث و آثار متضمن تخفیف و ترحم کو جن سے ان حضرات نے چشم پوشی کر رکھی ہے ہم اپنے بیان کی تائید کے مقام مین کرینگے

اسمقام مین آنحضرت صلعم اور صحابہ و تابعین رض کی نیات و اغراض اور اُنکے خشم و تہاجر کے نتائج مین اور ان حضرات کے بغض کے اغراض و نتائج مین فرق بیان کرتے ہین جس سے ان حضرات کے قیاس کی غلطی ثابت ہو۔

آنحضرت صلعم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس خیال سے مہاجرت (ترک کلامی)

نہ کی تھی کہ وہ جرم تخلف (لڑائی تبوک* سے پیچھے رہجانے) کے سبب ایسا لائق بغض ہے کہ اس سے کلام کرنا جائز نہین رہا اور اس جرم کے مقابلہ مین اسکا کوئی عمل صالح (ایمان اسلام- نماز روزہ اور اس سے پہلے مشاہد مین آنحضرت صلعم کے ساتھہ ہونا اور مدد دینا) اس لائق نہین رہا کہ اس عمل کی نظر سے اس سے محبت کلام وسلام جائز ہو۔ جیسا

باب غزوة تبوك وهي غزوة العسرة وكانت آخر غزواته صلعم وكانت في شهر رجب سنة تسع قبل حجة الوداع ××× وكان السبب في ذلك ما ذكره ابن سعد في طبقاته وغيره ان المسلمين بلغهم من الانباط الذين يقدمون بالزيت من الشام الى المدينة ان الروم جمعت جموعا واجلبت معهم لخم وجذام وغيرهم من متنصرة العرب فندب النبي صلعم الناس الى الخروج واعلمهم بجهة غزوهم (قسطلانی صـ٥٠٢ ج ٦)

قال الحلبي بلغ رسول الله صلعم ان الروم قد جمعت جموعا كثيرا بالشام وانهم قد موا مقدماتهم الى البلقاء المحل المعروف فتهيأ وذكر بعضهم ان سبب ذلك ان متنصرة العرب كتبت لهرقل

* تبوک ایک مقام کا نام ہے- جو شام کے جانب دمشق اور مدینہ کے مابین واقع ہے۔ تبوک کی لڑائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پولیٹکل (ملکی انتظامی) ڈفنسو (جوابی یا بالمقابلہ) لڑائیون مین سے آخری لڑائی ہے- سنہ ۹ھ مین یہہ واقع ہوئی جبکہ آنحضرت صلعم کو تجار شام کے ذریعہ سے یہہ خبر پہونچی تہے کہ قیصر روم (ہرقل) وغیرہ بادشاہ نے چالیس ہزار کی جمعیت کی ساتھہ مدینہ پر حملہ کرنیکا ارادہ مصمم کیا ہے اور بنی لخم وجذام وغیرہ عرب کے عیسائیون نے بھی انکے ساتھہ اتفاق کر لیا ہے- اسوقت مدینہ اور اوسکے اطراف مین آب ودانہ کا ایسا قحط پڑا ہوا تہا کہ بعض لوگ اوجہڑیون سے گوبر نکال کر اسکا پانی نچوڑ کر پیتے اور لید مین سے اناج نکالکر کہاتے- اس تنگی اور ناداری کی حالت مین آنحضرت صلعم اور انکے جان نثار اصحاب کو ڈیفنس (مدافعت) کے لیے نکلنا پڑا- جب آپ مقام تبوک تک پہونچے تو تمام ملک شام پر ایکا رعب چھا گیا

کہ اسوقت ایک گناہ کے مرتکب مسلمان کی نسبت خیال کیا جاتا ہے) اور نہ اس ترک کلامی سے آنحضرت صلعم کا یہہ مقصود تہا کہ اسکو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے اور اس سے کبہی کوئی مسلمان نہ بولے نہ ہے۔ اور (معاذ اللہ) جہنم سے ورے اسکو کہین جگہہ نہ ملے (چنانچہ اسوقت کے اہل مہاجرت ایک دوسرے کی مہاجرت سے یہی مقصود پیش نظر رکہتے ہین) بلکہ آنحضرت صلعم کی یہہ ترک کلامی عین محبت اور خیر خواہی پر مبنی تہی اور اس سے غرض صرف کعب بن مالک اور دوسرون لوگون کی (جو ایسے نازک وقت مین ایسی ناہمدردی کا قصد کرین) آیندہ کے لیے ہدایت و نصیحت اور اس ترک کلامی کے ساتہہ آنحضرت صلعم اور اُن اصحاب نبوی کے (جنہون نے حضرت کعب سے ترک کلامی کی تہی) دلون مین کعب بن مالک کی (اسکے اسلام۔ ایمان نصرت اسلامی وغیرہ حسنات و سوابق اسلامی کی نظر سے) ویسی ہی محبت تہی جیسے کہ انکے اور ہم رتبہ اصحاب و احباب سے تہی اور اس جرم تخلف کے سبب کوئی انکو کافر نہ جانتا اور نہ انکی کافرون کی سے

ان ھذا الرجل الذی خرج یدعی النبوۃ
ھلک واصابت اصحابہ سنون اھلکت
اموالھم فبعث رجلا من عظائھم وجھز
معہ اربعین الفا (ھامتن بخاری صفحہ ۹۳۳)

لہذا بہت سے مخالفون نے جزیہ (ٹکس) دینا قبول کیا اور جس نے مقابلہ کیا وہ بھی شکست کھا کر تلپٹ ہو گیا اور آپ نے فتحیاب ہوکر مدینہ کیطرف رجوع فرمایا۔ اسکی تفصیل کتب حدیث مین موجود ہے۔ اور

اسکا خلاصہ ہم نے اندنون ایک رسالہ نظم فارسی "قصیدہ غظمی" نامی مین دیکہا ہے جو ایک مشہور فاضل مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ متوفی سنہ ۱۲۴۳ ہجری کی تالیف ہے۔ اس رسالہ مین فاضل مرحوم نے آنحضرت کی ڈیفنسو لڑائیون اور ذاتی حالات بابرکات کو اس فصاحت سے بیان کیا ہے کہ اوسکی قدر وہی لوگ کر سکتے ہین جو اس فن کا مذاق رکہتے ہین۔ وہ رسالہ اندنون چہہ جز کے حجم مین دہلی مطبع انصاری مین چہپا ہے اور دہلی حبش خان کے پہاٹک کے پتہ سے بقیمت ۴ر (جو درحقیقت اسکی ایک بیت کی بہی قیمت نہین ہے) مولوی لطف حسین صاحب سے ملسکتا ہے۔

ذاتی دشمنی رکہنا (جیسا کہ اسوقت کا معمول ہے) اور اس ترک کلامی کا عرصہ پچاس شب تک طول پکڑنا اسلیے تہا کہ ایسے نازک وقت مین (جبکہ قیصر روم وغیرہ سلاطین نے اسلام کی بیخ کنی کا ارادہ کر لیا تہا) ایسے معزز اہل اسلام کا نصرت اسلام سے پہلو تہی کرنا نہ صرف ایک معمولی جرم تہا بلکہ ایک ایسا سخت وسنگین جرم تہا جسکا فیصلہ بجز شہنشاہ حقیقی جل وعلے کسی کے اختیار مین نہ تہا لہذا آنحضرت صلعم اس مقدمہ مین حکم عدالت الٰہیہ (وحی آسمانی) کے منتظر تہے اپنی تجویز سے کچہہ فیصلہ نہ کرنا چاہتے تہے گو دل سے بمقتضائے اپنی رؤف رحیم ہونے کے یہ امر چاہتے تہے کہ کعب بن مالک کا یہ قصور جلد معاف ہوا اور وہ ظاہری مہاجرت بہی دور ہو۔ ہمارے اس دعوے پر علاوہ ان دلایل کے جنکو ہم مقام تایید مین ذکر کرینگے وہ بعض نصوص قرآن وحدیث ولائل ہین جن سے آفتاب نیمروز کیطرح ثابت ہے کہ ایمان واسلام کو بجز شرک وکفر کوئی گناہ باطل وبے اعتبار نہین کرتا اور اسلام وایمان کی نظر سے مومن کی حب کسی گناہ کی نظر سے اسکے بغض کی نسبت کم رتبہ نہین ہے - کہ اسکے سامنے اسکا لحاظ نہ ہو اور خاصکر قصہ کعب بن مالک مین خود ایسے واقعات اور دلائل موجود ہین جن سے ہمارے دعوے کا ہر ایک جز ثابت ہے - اول کعب بن مالک کا آنحضرت کی جماعت میں نماز پڑہنا - دوم آنحضرت کا کعب کو نظر بچا کر

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء - (نساء ع ۱۸)

قال رسول صلعم من شہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان عیسی عبد اللہ ورسولہ وابن امتہ وکلمتہ القاہا الی مریم وروح منہ والجنۃ والنار حق ادخلہ اللہ الجنۃ علی ما کان من العمل (مشکوۃ ص ۶) -

قال رسول اللہ صلعم ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام الخ (مشکوۃ ص ۱)

دیکہتے رہنا (جو محبت واخلاص کی دلیل ہے) سوم ابو قتادہ عم زاد بہائی کعب کا جواب اس سوال کعب کے کہ کیا مین اللہ ورسول کا دوست (یعنے مسلمان) نہین ہون "

بقیہ اس مضمون کی اور دو حدیثین صفحہ (۳۶۵) مین مرقوم ہونگی انشاء اللہ تعالے

اسکے اسلام سے انکار نہ کرنا۔ چہارم آنحضرت صلے اللہ کا کعب کو طلاق زوجہ کا (جو بہ حالت کفر زوجہ لازم ہے) حکم نہ دینا۔ پنجم جناب باری سے حضرت کعب کے قصور معاف ہونے پر آنحضرت صلعم کا خوش ہونا اور اس خوشی سے آپکے چہرہ کا لعل لعل ہوجانا۔ ششم ہجر و معافی قصور آنحضرت صلعم کے صحابہ کا کعب کو بشاشت و بشارت سے پیش آنا۔ وغیرہ وغیرہ جیسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انکے دل میں انکا بغض ہرگز نہ تہا صرف عجب ظاہر بنظر مدارات و مصلحت ترک کلامی تھی

اس بیان کی تصدیق و تائید میں ہم حدیث قصہ کعب کا ایک حصہ نقل کرتے

ونهى رسول الله صلعم المسلمين عن كلامنا ايها الثلاثة من بين من تخلف عنه فاجتنبنا الناس وتغيروا لنا حتى تنكرت في نفسي الارض فما هي التي اعرف فلبثنا على ذلك خمسين ليلة فاما صاحباي فاستكانا و قعدا في بيوتهما يبكيان واما انا فكنت اشب القوم واجلدهم فكنت اخرج فاشهد الصلاة مع المسلمين واطوف في الاسواق ولا يكلمني احد واتي رسول الله صلعم فاسلم عليه وهو في مجلسه بعد الصلوة فاقول في نفسي هل حرك شفتيه برد السلام على ام لا ثم اصلي قريبا منه فاسارقه النظر فاذا اقبلت على صلاتي اقبل الي واذا التفت نحوه اعرض عني حتى اذا طال علي ذلك

ہیں۔ آپ نے تبوک کی لڑائی سے اپنا اور دو اپنے ورساتھیوں (مرارہ اور ہلال) کا جو بدر کی لڑائی میں حاضر ہوچکے تہے پیچہے رہجانا اور آنحضرت صلعم کا جنگ سے فارغ ہوکر مدینہ میں واپس تشریف لانا اور منافقوں کا جہوٹے عذر کرکے جرم تخلف سے بری ہوجانا اور اپنا اور اپنے ان ساتہیوں (مرارہ اور ہلال) کا راست حال کہکر معترف تقصیر ہونا بیان کرکے فرمایا کہ ہم نے سچ سچ کہدیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم چلے جاؤ تمہارا فیصلہ خدا تعالے آپ کریگا۔ اور لوگوں سے کہدیا کہ خاصکر ان تینوں سے کوئی نہ بولے۔ لہذا لوگ ہم سے کنارہ کش ہوگئے اور ایسے بے پہچان ہوگئے

من جفوة الناس مشيت حتى تسورت
جدار حائط ابي قتادة وهو ابن عمي واحب الناس
الي فسلمت عليه فوالله ما رد علي السلام فقلت
يا ابا قتادة انشدك بالله هل تعلمني احب
الله ورسوله فسكت فعدت له فنشدته
فسكت فعدت له فنشدته فقال الله و
رسوله اعلم ففاضت عيناي وتوليت
حتى تسورت الجدار حتى اذا مضت اربعون
ليلة من الخمسين اذا رسول رسول الله صلعم
ياتيني فقال ان رسول الله يامرك ان تعتزل
امرأتك فقلت اطلقها ام ماذا افعل
قال لا بل اعتزلها ولا تقربها وارسل
الى صاحبي مثل ذلك فقلت لامرأتي
الحقي باهلك فتكوني عندهم حتى يقضي
الله في هذا الامر فلبثت بعد ذلك عشر
ليال حتى كملت لنا خمسون ليلة من حين
نهى رسول الله صلعم عن كلامنا فلما صليت
صلوة الفجر صبح خمسين ليلة وانا على
ظهر بيت من بيوتنا بينا انا جالس على
الحال التي ذكر الله قد ضاقت علي
نفسي وضاقت علي الارض بما رحبت

کہ ہمکو وہ زمین جہان مین ہم رہتے تھے
اجنبی معلوم ہونے لگے میرے وہ ساتھی تو
رو رو کر عاجز ہوگئے اور گھر مین بیٹھ رہے
مین جوان اور قوی تھا گھر سے باہر نکلتا
اور مسلمانون کی جماعت نماز مین ہوتا اور
بازارون مین پھرتا پر مجھ سے کوئی نہ بولتا
مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
حاضر ہوکر آپکو سلام کہتا تو دل مین خیال
کرتا کہ شاید آپ نے جواب مین لب ہلائے
مین یا نہین پھر مین آپکے پاس کھڑا ہوکر
نماز پڑھتا اور نظر چرا کر آپکی طرف دیکھتا
جب مین نماز کیطرف متوجہ ہوتا تو آپ
میری طرف توجہ فرماتے اور جب مین
آپکی طرف التفات کرتا تو آپ منہ پھیر
لیتے - جب لوگون کی عدم توجہی نے
طول کھینچا تو مین اپنے چچازاد بھائی
ابوقتادہ کے باغ مین دیوار پر سے کود کر
(یعنے دروازہ سے بچکر) پہنچا مین نے
اسکو سلام کیا تو اوس نے جواب
نہ دیا - مین نے اسکو دو دفعہ کہا کیا مین
ورسول کا دوست (یعنے مسلمان نہین ہون

سمعت صوت صارخ اوفى على جبل سلع
باعلى صوته يا كعب بن مالك ابشر قال فخررت
ساجدا وعرفت ان قد جاء فرج واذن رسول
الله صلعم بتوبة الله علينا حين صلى صلوة
الفجر × × × × وانطلقت الى رسول الله صلعم
فيتلقاني الناس فوجا فوجا يهنئوني بالتوبة
يقولون لتهنك توبة الله عليك قال
كعب حتى دخلت المسجد فاذا رسول الله
صلعم جالس حوله الناس فقام الى طلحة
بن عبيد الله يهرول حتى صافحني وهناني
والله ما قام الى رجل من المهاجرين غيره
ولا انساها لطلحة قال كعب فلما سلمت على
رسول الله صلعم قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم وهو يبرق وجهه من السرور ابشر
بخير يوم مر عليك منذ ولدتك امك
قال قلت امن عندك يا رسول الله ام من عند الله قال لا بل
من عند الله وكان رسول الله صلعم اذا
سر استنار وجهه حتى كانه قطعة قمر
وكنا نعرف ذلك منه (بخاری ص ۶۳۳)

تو اسنے جواب میں کہا خدا اور رسول بہتر جانتے
ہیں۔ میں یہہ سنکر رو پڑا اور اسیطرح دیوار
کود کر باہر نکلا۔ اسی حالت پر چالیس راتیں
گذر گئیں تو آنحضرت صلعم کا وکیل میرے
پاس پہنچا اور اوسنے آپکا یہہ حکم سنایا کہ
تو اپنی عورت سے جدا ہو جا میں نے پوچھا
کیا میں اسکو طلاق دیدوں تو اسنے کہا کہ
طلاق نہ دے صرف اس سے علیحدہ رہ۔
یہی حکم آنحضرت صلعم کا میرے ان دونوں
ساتھیوں کو پہنچا۔ × × × × × اسکے
بعد دس روز اور گذرے تو پچاسویں رات
کی صبح کو مینے ایک شخص کو ایک پہاڑی پر
پکارتے ہوئے سنا کہ اے کعب خوشخبری
لے یہہ سنکر میں سجدہ شکر میں گر پڑا۔ اور
میں نے جان لیا کہ خدا کیطرف سے خوشی کی
خبر آئی ہے۔ اور آنحضرت صلعم نماز
فجر کے بعد ہماری توبہ قبول ہونیکی خبر لوگوں
کو سنائی۔ میں یہہ سنکر آنحضرت صلعم کیطرف
چلا تو راستہ میں لوگ فوج فوج مجھہ سے
ملتے اور مبارکباد کہتے۔ میں مسجد میں داخل ہوا تو طلحہ نے میرا استقبال اور مصافحہ
کیا اور مبارکباد کہا جب میں نے آنحضرت صلعم کو سلام کیا تو آپکا چہرہ مبارک خوشی سے

چمک رہا تہا جیسا چاند کا ٹکڑا آپ نے مجھے مژدہ سنایا اور فرمایا آج کے دن کی تجھے بشارت ہو جو تیری پیدایش کے دن سے تیرے لیے بہتر ہے"۔

بھی نیت و غرض و نتیجہ حضرت عمار بن یاسر اور کنبہ والے صحابی کو آنحضرت صلعم کے جواب سلام نہ دینے اور حضرت زینب سے کلام ترک کرنے کا تہا کہ ان حضرات کو ہدایت اور ناظرین وسامعین کو عبرت حاصل ہو اور آئندہ کوئی ایسا کام نہ کرے یہہ بات کسی دلیل سے ثابت نہیں ہوتی کہ آنحضرت صلعم ان حضرات سے ان افعال کے سبب ایسا بغض رکہتے تہے کہ اونکو لائق کلام نہ سمجہے اور انکے افعال کے مقابلہ مین انکے ایمان اسلام وغیرہ حسنات کو اس لائق نہ سمجہتے کہ اونکی نظر سے انسے محبت وسلام وکلام جائز ہو۔ یہہ بات کہنا تمام شریعت کو الٹ دینا ہے اور اصول کو تابع فروع کرنا جسپر کوئی مومن اہل علم عمداً جرأت نہین کر سکتا۔ بلکہ اسکے برخلاف ہر ایک اہل علم کو اس امر کا اعتراف ہے کہ ایمان و اسلام کے برابر کوئی عمل لائق لحاظ نہین ہے۔ اور گناہ (کبائر کیون نہ ہون) جب ایمان کو باطل نہین کرتے۔

اس بیان سے پہلی چار حدیثون سے تمسک کرنے مین ان حضرات کی غلطی ثابت ہوئی۔ پانچوین حدیث مین ان حضرات نے یہہ غلطی بلکہ مغالطہ دہی کی ہے کہ اسکے نصف حصہ کو لیا ہے اور نصف حصہ کو پس پشت ڈالدیا ہے۔ اور آیۃ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کے وعید کا کچہہ خیال نہین فرمایا۔ اس حدیث کا پہلا حصہ یہہ ہے کہ سب عملون سے بہتر عمل خدا کے لیے محبت کرنا ہے دوسرا حصہ خدا کے لیے بغض کرنا۔ ان حضرات نے اہل ایمان سے بعض اعمال بد یا عقاید غلط کی نظر سے بغض اختیار کرنے مین دوسرے حصہ حدیث پر تو بیشک عمل کیا مگر اوسکے پہلے حصہ کو (جسمین نیکون کی نظر سے حب کا ارشاد ہے)

پس پشت ڈالدیا۔

اسپر ہم ان حضرات سے سوال کرتے ہین کہ کیا ان لوگون مین جنسے وہ بغض رکھتے ہین کوئی نیکی نہین جسکی نظر سے وہ حب کا محل ہوسکین۔ کیا انکا لا الہ الا اللہ کہنا اور آنحضرت صلعم کو رسول برحق جاننا۔ نمازین پڑھنا۔ روزے رکھنا۔ حج کرنا وغیرہ وغیرہ نیک اعمال نہین ہین۔ یا اس گناہ کے مقابلہ مین جسکی نظر سے ان لوگون سے بغض کیا جاتا ہے انکا ایمان اسلام نماز روزہ حبطا باطل وبیکار و ناقابل اعتبار وشمار ہے۔

شق اول کا تو امید ہے کوئی قائل نہ ہوگا اور یہہ دعوے نکریگا کہ ایمان و اسلام و نماز و روزہ نیک اعمال نہین شاید ہمارے جواب مین یہہ حضرات شق دوم اختیار کرین اور یہہ کہین کہ گناہ اور اعتقاد بدعت کے ساتھہ ایمان و اسلام کا کچھہ اعتبار نہین اور اوسکی تائید مین وہ ان احادیث کو پیش کرین جنمین بعض اعمال بد (زنا۔ چوری وغیرہ) کے مرتکب کا ایمان سے خارج ہونا یا بعض اہل بدعت* (خوارج۔ قدریہ۔ جبریہ۔ زیدیہ وغیرہم) کا دین سے خارج ہونا بیان ہوا ہے۔

اسکا جواب ہم رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۰ و ۱۱ جلد ۴ مین بضمن مضمون کفر و کافر مفصل و مدلل ادا کر چکے اور اسمین ثابت کر چکے ہین کہ بجز کفر و شرک معروف**

---

* اس مضمون کی احادیث مع جواب بصفحہ (۳۶۶ وغیرہ) منقول ہونگے۔

** کفر و شرک معروف وہ ہے جسکو خود شارع نے صاف صاف کفر و شرک ٹھرایا ہے اور اسپر خلود فی النار و عدم مغفرت کا ڈر سنایا ہے۔ نہ وہ کفر جو اہل اسلام بات بات مین ایک دوسرے پر لگاتے ہین۔ انکا تجویزی و خانہ ساز کفر و شرک موجب حبط اعمال و مبطل ایمان نہین ہے۔

کوئی عمل یا عقیدہ ایمان کو باطل وبیکار نہین کرتا اور اہل بدعت (خوارج - قدریہ جبریہ وغیرہ) اہل سنت کے نزدیک کافر نہین ہین اور مسلمان کو کسی گناہ یا بدعت کے سبب کافر کہنا معتزلہ وخوارج کا مذہب ہے اور جن احادیث مین بعض اعمال (زنا - چوری - وغیرہ) کے مرتکب کو کافر یا خارج از ایمان کہا گیا ہے اونکے مقابلہ مین ایسی بھی احادیث موجود ہین جنسے اوسکا مسلمان رہنا ثابت ہے - اس مضمون کو پڑھکر امید ہے بہیہ حضرات اہل فسق وبدعت کو کافر نہ کہین گے اور اونکے ایمان واسلام کو ناقابل اعتبار وشمار نہ ٹھہراوینگے - اس مقام مین ہم چند اور آیات واحادیث اس جواب کی تائید مین نقل کرتے ہین اور اُن احادیث کا جنمین بعض اہل بدعت کو خارج از دین کہا گیا ہے اور اونسے مضمون کفر وکافر (؟) مین لتعرض نہین ہوا ہے جواب دیتے ہین

سورۂ بقرہ مین ارشاد ہے کہ جو طاغوت (معبود باطل) سے منکر ہوا اور خدا پر ایمان لایا اوسنے ایسی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جسکو ٹوٹنا نہین -

فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى لا انفصام لها (سورة بقرة ع ۳۴)

پہر اس ایمان کی تفسیر مین اوسی سورہ کے اخیر مین فرمایا کہ رسول اور ایمان والے اسپر ایمان لائے جو رسول کیطرف اترا یعنی خدا پر اور اوسکے فرشتون پر اور کتابون اور رسولون پر ایمان لائے یہہ کہکر کہ ہم کسی رسول کو جدا نہین کرتے -

آمن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل آمن بالله وملئكته وكتبه ورسله لا نفرق بين احد من رسله (سورة البقرة ع ۴۰)

حضرت عثمان رض سے روایت ہے کہ آپ کو آنحضرت صلعم کی رحلت کے بعد نجات کی نسبت بڑا غم وتردد لاحق ہوا

عن عثمان رض قال ان رجالا من اصحاب

النبي صلعم حين توفي حزنوا عليه حتى
كاد بعضهم يوسوس۔ قال عثمان وكنت
منهم۔ فبينا انا جالس على عمر سلّم فلم
اشعر به فاشتكى عمر الى ابي بكر رض ثم اقبلا
جميعا حتى سلما ٭ قال عثمان توفى الله
نبيه صلعم قبل ان نسئل عن نجات هذا الامر
قال ابو بكر قد سئلته عن ذلك ٭ قال
رسول الله صلعم من قبل مني الكلمة التي
عرضتها على عمي فردها فهي له نجاة رواه
احمد (مشکوۃ صفحہ ۹۶)

اسمین آپ ایسے مستغرق ہوگئے کہ حضرت
عمر فاروق رض کے سلام کا جواب نہ دے
سکے وہ حضرت ابو بکر رض کے پاس شاکی
ہوگئے۔ پھر دونو حضرت ملکر آئے تو آپ
نے اوس غم و تردد کا یہ سبب بیان کیا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے
اور ہم نے آپ سے نجات کی بابت نہ پوچھا
صدیق اکبر رض نے فرمایا میں نے آنحضرت صلعم
سے یہہ سوال کیا تھا آپ نے فرمایا۔ جو مجھ
سے وہ کلمہ جو میں نے اپنے چچا ابو طالب کے
سامنے پیش کیا تھا اور اوسنے رد کر دیا تھا قبول کرلے۔ وہ اوسکے لیے نجات ہے۔
اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے قیامت کے دن ایک شخص کے ننانوے دفتر

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم ان الله سيخلص رجلا
من امتي على رؤس الخلائق فينشر عليه
تسعة وتسعين سجلا كل سجل مثل مد
البصر ثم يقول اتنكر من هذا شيئا
اظلمك كتبتي الحافظون فيقول لا يا رب
فيقول افلك عذر قال لا يا رب فيقول
بلى ان لك عندنا حسنة وانه لا ظلم
عليك اليوم فتخرج بطاقة فيها اشهد

(اعمال بد) کے کھولے جائینگے جو درازی
میں ایسی ہونگے جیسے نگاہ۔ پھر اوس سے
خدا تعالے پوچھیگا۔ تو انمین سے کسی
عمل کا منکر ہے۔ ہماری فرشتوں (کراماً
کاتبین) نے کچھہ تجھپر ناحق لکھنے سے
ظلم کیا ہے؟ وہ کہیگا نہیں۔ تو اس سے
خدا تعالے فرمائیگا تجھے ان اعمال بد کی
بابت کچھہ عذر گزرا ہے وہ کہیگا نہیں تو
خدا تعالے فرمائیگا کیوں نہیں ہمارے

ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ
فیقول احضر وزنک فیقول یارب ما
ہذہ البطاقۃ مع ہذہ السجلات فیقول
انک لا تظلم قال فتوضع السجلات
فی کفۃ والبطاقۃ فی کفۃ فطاشت السجلات
وثقلت البطاقۃ فلا یثقل مع اسم اللہ
شیٔ ہذا حدیث حسن غریب
(جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۹۹)

پاس تیرے ایک نیکی بھی ہے اور آج
تجھ پر ظلم نہ ہوگا پھر ایک ورق اوسکے
اعمال نامہ سے ایسا نکالا جاویگا جسپر لکھا
ہوگا اور اس شخص کو حکم ہوگا آ اپنے وزن اعمال
کو دیکھ۔ وہ عرض کریگا یہ ایک ورق ان
دفتروں کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتا
ہے خدا تعالےٰ فرمائیگا تجھپر ظلم نہ ہوگا پھر
ان سب دفتروں کو میزان کی ایک طرف
اور اس ورق کو ایک طرف رکھکر وزن کیا جاویگا تو وہ ورق وزن مین بھاری
نکلے گا۔ خدا کے نام کے برابر کسی عمل بد کا وزن نہ ہوگا۔

اس قسم کی آیات واحادیث (جنسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نجات کا مدار توحید و
ایمان ہے جسکو کوئی عمل یا اعتقاد (جو صریح کفر نہو) باطل نہین کرتا) اور بہت
ہین ازانجملہ ایک آیۃ (ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ) اور دو حدیثین اسی مضمون
مین (صفحہ ۸ ۵ ۳) منقول ہو چکی ہین۔

(اہل بدعت کو دین سے خارج کرنے والی حدیثونکا جواب)

احادیث

اس قسم کی حدیثین جنسے اہل اسلام خصوصاً اہل حدیث اپنے مخالف اشخاص کے ایمان کا
بے اعتبار ہونا نکالتے ہین بہت سی اونکے زبان زد ہین۔ ازانجملہ ایک

یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرہم
یمرقون من الدین مروق السہم ۲
من الرمیۃ یقتلون اہل الاسلام ۔۔

یہ حدیث ہے (جو ان سب مین سے صحیح ہے
اور وہ خوارج کے حق مین وارد ہے) کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا ہے کہ وہ قرآن پڑھین گے جو

یدعون اہل الاوثان قتلہم قتل عاد — انکے حلق سے متجاوز نہ ہوگا وہ دین سے ایسے خارج ہونگے جیسا شکار سے تیر ہین انکو پاؤن تو ایسا مارون جیسے قوم عاد ماری گئی ہے۔

دوسری حدیث یہ کہ زیدیہ اس امت کے مجوس ہین وہ بیمار ہو جائین تو انکی

الزیدیۃ مجوس ہذہ الامۃ ان مرضوا فلا تعودوہم وان ماتوا فلا تشہدوہم

بیمار پرسی نکرو۔ مرجائین تو انکا جنازہ نہ پڑہو۔

تیسری حدیث یہ کہ میری امت میں دو گروہ ایسے ہین جنکا اسلام مین کچھ

صنفان من امتی لیس فی الاسلام نصیب القدریۃ والمرجیۃ۔

حصہ نہین۔ ایک قدریہ دوسرے مرجیہ۔

چوتھی حدیث یہ کہ ہر امت مین مجوس ہوتے ہین اس امت محمدیہ کے مجوس

ان کل امۃ مجوسًا وان مجوس ہذہ الامۃ القدریۃ والمرجیۃ فلا تعودوہم ان مرضوا ولا تصلوا علیہم ان ماتوا

قدریہ اور مرجیہ ہین وہ بیمار ہو جائین تو انکو نہ پوچھو مرجائین تو انکا جنازہ نہ پڑہو۔

اسی مضمون کی اور چند احادیث ہین جنکا ذکر عبارات مویدہ جواب مین آتا ہے

جواب

ان احادیث کا (بجز حدیث اول) ایک جواب تو یہہ ہے کہ یہ حدیثین صحیح نہین اور نہ اس لائق ہین کہ انکی دستاویز سے کسی مسلمان کلمہ گو کو کافر کہا جائے اور ان عقاید کے سبب جنکی ان احادیث مین مذمت ہے انکے اقرار اسلام و ایمان کو بے اعتبار ٹھہرایا جائے۔

شیخ محمد بن طاہر صاحب مجمع البحار نے اپنے تذکرہ موضوعات مین فرمایا ہے

فی المقاصد الزیدیۃ مجوس ہذہ الامۃ

کہ مقاصد حسنہ مین ہے زیدیہ کی مجوس

لم اره ولكن عند جماعة بلفظ القدرية
القزويني القدرية مجوس هذه الامة
ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا
تشهدوهم - موضوع - وكذا
صنفان من امتي ليس لهما في الاسلام
نصيب القدرية والمرجية - وفي الوجيز
ان لكل امة مجوسا وان مجوس هذه الامة
القدرية فلا تعودوهم اذا مرضوا و
لا تصلوا عليهم اذا ماتوا - فيه جعفر بن
الحارث ليس بشيء قلت وثقه ابن عدي
وقال البخاري في حفظه شيء يكتب
حديثه والحديث ورد بهذا اللفظ
عن حذيفة وجابر وابن عمر وبعض
اسانيده على شرط الصحيح - وفي
الخلاصة حديث صنفان من امتي
الخ موضوع - وهكذا حديث من
انتهر صاحب بدعة ملأ الله امنا
وايمانا موضوع وفي الذيل اذا رأيتم
صاحب بدعة فاكفهروا في وجهه فان
الله يبغض كل مبتدع ولا يجوز احد
[illegible] ولكن يتهافتون في النار

ہونے کی حدیث مین نے کہین نہین
دیکھی - ولاکن ایک جماعت نے سچائی
نزدیک لفظ قدریہ کے ساتھہ اسکو ذکر کیا ہے
قزوینی نے کہا ہے یہ حدیث جس مین قدریہ
کو مجوس کہا ہے موضوع (بناوٹی) ہے
ایسی ہی وہ حدیث جسمین دو قسم کا جنکا
اسلام مین کچہہ حصہ نہین ذکر ہے - وجیز
مین کہا ہے کہ جس حدیث مین قدریہ کو
مجوس کہا ہے اسکا راوی جعفر بن حارث
ہے جو لاشے (نکما) ہے - مین کہتا ہون
(شیخ ابن طاہر فرماتے ہین) جعفر کو ابن
عدی نے ثقہ کہا ہے اور امام بخاری نے
اسکے حق مین کہا ہے کہ اسکے حافظہ مین
نقصان ہے پر اسکی حدیث لکھی جاسکتی
ہے اور یہہ حدیث حذیفہ وجابر وابن عمر
وغیرہ سے مروی ہے اور اسکے بعض
اسانید صحیح کی شرط پر ہین -
خلاصہ مین ہے وہ حدیث جسمین دو
قسم کا ذکر ہے موضوع ہے - ایسے ہی
یہ حدیث کہ جو اہل بدعت کو جھڑکے اسکو
خدا امن وایمان سے بھر دیتا ہے - موضوع ہے -

نیہ ابراهیم بن هدیہ کذابٌ اذا مات
صاحب بدعۃ فقد فتح فی الاسلام
فتح فیہ ثلمۃ غیر مرضین لو ان صاحب
بدعۃ ومکذبا بالقدر قتل مظلوما صابرًا
محتسبًا بین الرکن والمقام لم ینظر الله فی
شئ من امره حتی یدخلہ جهنم فیہ کثیر
بن سلیم مضعف متروک وقیل واضع
ویحیی بن المبارک مجهول وفی المختصر ان
الله یغضب اذا مدح الفاسق لجماعۃ
من اکرم فاسقًا فقد اعان علی هدام
الاسلام لابن عدی والطبرانی وابی نعیم
ولفظهم من وقر صاحب بدعۃ والکل ضعیف
او موضوع کما قال ابو الفرج ۔
(تذکرہ موضوعات ابن طاہر)

ذیل مین ہے کہ حدیث ”جب تم بدعتی
کو دیکھو تو اوس سے ترشروی کے ساتھہ
پیش آو کیونکہ خدا بدعتیون سے دشمنی رکہتا
ہے اور انمین سے کوئی پلصراط سے پار
نہ ہوگا وہ سب دوزخ مین گر پڑینگے
اسمین ایک راوی ابراہیم ہے جو
بڑا دروغ گو تہا۔ اور یہہ حدیث کہ ”جب
کوئی بدعتی مرتا ہے تو اسلام کی ایک فتح ہوتی
ہے“ اسمین تین ایسے راوی ہین جو پسندیدہ
نہین ہین۔ اور یہہ حدیث کہ اگر کوئی بدعتی
یا تقدیر کا انکاری مظلوم ہوکر حجر اسود اور
مقام ابراہیم کے مابین ثواب کی نیت پر صبور
ہوکر مارا جاوے تو خدا اوسکے کسی عمل
کو نہ دیکھیگا جب تک کہ اوسکو جہنم مین
داخل نہ کرلے“۔ اسمین ایک راوی تو سلیم ہے جو نہایت ضعیف اور متروک ہے
اور بقول بعض آنحضرت ہی سے حدیث کا بنانے والا ہے۔ اور دوسرا یحیی بن مبارک ہے جو مجہول
الحال ہے مختصر مین ہے کہ خدا تعالے خفہ ہوتا ہے جب فاسق (گنہگار) کی تعریف
ہوتی ہے۔ جس نے کسی فاسق کی تعظیم کی اوسنے اسلام کے ڈہانے پر امداد اسکو
دی ابن عدی وغیرہ کی روایت مین یون آیا ہے کہ جس نے بدعتی کی تعظیم کی اوسنے
اسلام کو ڈہا دینے مین اوسکو مدد دی یہہ سب حدیثین موضوع ہین یا
ضعیف چنانچہ امام ابو الفرج ابن جوزی نے فرمایا ہے۔

اور امام محمد بن علی شوکانی نے اپنی تذکرہ موضوعات مین فرمایا ہے یہہ حدیث کہ

حديث صنفان من امتي لا ينالهما شفاعتي المرجئة والقدرية قيل يا رسول الله من القدرية قال قوم يقولون لا قدر - قيل فمن المرجئة قال قوم يكونون في آخر الزمان اذا سئلوا عن الايمان قالوا نحن مومنون ان شاء الله تعالى رواه الجوزقاني عن انس مرفوعا وهو موضوع وآفته مامون بن احمد السلمي - وشيخه عبد الله بن مالك السعدي -

حديث ما كانت زندقة الا واصلها التكذيب بالقدر رواه الحارث في مسنده عن ابي هريرة مرفوعا وابن عدي عن سهل بن سعد مرفوعا وهو موضوع وآفته يحيى بن كثير قال في اللآلي له شواهد ثم ذكرها - حديث المرجئة والقدرية والروافض والخوارج يسلب ربع التوحيد فيلقون الله كفارا خالدين مخلدين في النار - رواه ابن حبان عن انس مرفوعا وهو موضوع وفي اسناده محمد بن يحيى بن رزين وهو دجال يضع -

"میری امت مین دو قسم ایسے ہین جو میرے شفاعت نپاوینگے قدریہ جو تقدیر کے منکر ہین مرجیہ جو اپنے اپکو مومن کہنے کے وقت انشاء اللہ تعالے کہتے ہین" اس حدیث کی آفت (جس سے یہہ بلا پیدا ہوئی ہے) مامون بن احمد سلمی ہے اور اوسکا اوستاد عبد اللہ بن مالک سعدی -

یہہ حدیث کہ جو کفر چھپا (ارتداد) ہے اسکی جڑہ تقدیر کو جھٹلانا ہے جسکو حارث نے اپنی مسند مین بروایت ابو ہریرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اور ابن عدی نے بروایت سہل بن سعد موضوع ہے - اسکی آفت یحیی بن کثیر ہے - لآلی مین (امام سیوطی نے) لکھا ہے کہ اس حدیث کے شواہد موید اور روایات بھی ہین جنمین انکو ذکر کیا ہے*

یہہ حدیث کہ مرجیون قدریون رافضیون

*ہو ان شواہد کا نمونہ صفحہ آیندہ مین آیا ہے جو ہرگز لائق لحاظ نہین ہے -

(الفوائد المجموعة فی احادیث الموضوعہ للشوکانی)۔ اور خارجیون سے انکی تو سید حصین لیجاویگی اور وہ کافر ہوکر خدا کو ملینگے

اور ہمیشہ دوزخ مین رہینگے" ابن حبان نے بروایت انس آنحضرت صلعم سے نقل کی ہے اور وہ موضوع ہے اسکی سند مین ایک یحیی بن زرین راوی ہے جو دجال تہا حدیث وضع کیا کرتا۔

قدریہ کو مجوس کہنے والی حدیث کے موضوع ہونے مین جو شیخ ابن طاہر نے گفتگو کی ہے یہہ در اصل امام سیوطی کی گفتگو ہے جو موضوعات ابن الجوزی کی تعقبات مین انہون نے کی ہے۔ انکا اصل کلام یہ ہے جو اصل کتاب امام سیوطی سے نقل کیا جاتا ہے۔

قلت جعفر وثقہ ابن عدی فقال لم ار لہ حدیثہ منکرا وارجوانہ لا باس بہ وقال البخاری فی حفظہ شئ یکتب حدیثہ والحدیث ورد بہذا اللفظ من حدیث حذیفۃ اخرجہ ابوداود وجابر بن عبد اللہ اخرجہ ابن ماجہ وابن عمر اخرجہ فلان فلان باسانید بعضہا علی شرط الصحیح (تعقبات سیوطی)

"جعفر (اسحدیث کے رواى) کو عدی نے ثقہ بتایا ہے چنانچہ لکھا ہے مین نے اسکی حدیثون مین منکر حدیث نہ پائی اور مین امید کرتا ہون کہ وہ برا نہیں امام بخاری نے لکھا ہے کہ اسکے حافظہ مین کچھ نقصان ہے پر اسکی حدیث لکھی جاسکتی ہے" اور یہہ حدیث ان ہی انفاظ سے بروایت حذیفہ (جسکو ابو داؤد نے نقل کیا ہے) اور بروایت جابر بن عبد اللہ (جسکو ابن ماجہ لایا ہے) مروی ہے ایسا ہی بروایت ابن عمر جسکو فلان فلان امام اپنی کتابون مین ایسی سندون سے لائے ہین کہ انمین بعض سندین صحیح کی شرط پر ہین"۔

امام سیوطی رہا ابن طاہر کی اس کلام سے گو اسحدیث کا موضوع ہونا مشکوک ہو مگر اس سے اسحدیث کا صحیح ہونا ثابت نہین ہوتا۔ اور نہ اس کلام سے

ان حضرات کا یہہ مقصود معلوم ہوتا ہے کیونکہ جو اسمین جعفر کی توثیق منقول ہے وہ حدیث کے صحیح ہونے کے لیے کافی نہین - ان الفاظ سے کہ فلان راوی برا نہین یا اوسکی حدیث لکھی جاسکتی ہے کسی راوی کی توثیق دوسرے مرتبہ کی توثیق ہے جو صحت حدیث کے لیے کافی نہین -

امام ابن الصلاح نے فرمایا ہے - توثیق کا دوسرا مرتبہ امام ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ جب کسیکی حق مین یہہ الفاظ کہے جاوین تو اوسکی حدیث لکھی جاتی ہے پر اوسکو دیکھنا پڑتا ہے کہ وہ لائق قبول ہے یا نہین - مین (ابن الصلاح) کہتا ہون اسکی وجہ یہہ ہے کہ یہہ الفاظ راوی کا ضابطہ ہونا جو صحت حدیث کے لیے شرط ہے نہین بتاتی لہذا اسکو دیکھنا اور امتحان کرنا پڑتا ہے -

> قال ابن ابی حاتم اذا قیل انه صدوق او محله الصدق او لا باس به فهو ممن یکتب حدیثه وینظر فیه وهی بمنزلة الثانیة قلت هذا کما قال لان هذه العبارات لا تشعر بشریطة الضبط فینظر فی حدیثه ویختبر حتی یعرف ضبطه (مقدمه ابن الصلاح)

خاکسار (ایڈیٹر) کہتا ہے کہ یہہ دوسرے مرتبہ کی توثیق حکم مین پہلے اور دوسرے مرتبہ جرح کے برابر ہے - پہلے اور دوسرے بلکہ تیسرے مرتبہ کی جرح والون کی حدیث بھی نظر و امتحان کرنے کی نیت سے لکھی جاتی ہے - چنانچہ امام ابن الصلاح نے فرمایا ہے الفاظ جرح کے بھی کئی مراتب ہین پہلا مرتبہ کسیکی حق مین یہہ کہنا کہ اسکی حدیث نرم ہوتی ہے - امام ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ جب کسیکو نرم حدیث والا کہین تو اسکی حدیث لکھی جاسکتی ہے

> واما الفاظهم فی الجرح فهی ایضا علی مراتب اولاها قولهم لین الحدیث قال ابن ابی حاتم اذا قالوا فی الرجل لین الحدیث فهو ممن یکتب حدیثه وینظر فیه اعتبارا قلت وسال حمزة بن یوسف السهمی

ابا الحسن الدارقطنی الامام نقال اذا قلت
فلان لین ایش ترید بہ قال لا یکون ساقطا
متروك الحدیث ولکن مجروحًا بشیٔ لا یسقط
عن العدالة - الثانیة قال ابن ابی حاتم اذا قالو
لیس بقوی فھو بمنزلة الاولی فی کتب حدیثہ
الا انہ دونہ الثالثة قال اذا قالوا ضعیف
الحدیث فھو دون الثانی لا یطرح حدیثہ
بل یعتبر بہ - (مقدمہ ابن الصلاح)

اور اوسمین نظر کیجاتی ہے - امام دارقطنی
سے حمزہ نے پوچھا نرم کہنے سے تمہاری کیا
مراد ہوتی ہے انہون نے کہا اس سے یہہ
مراد ہے کہ وہ راوی ایسا گرا ہوا نہین کہ
اوسکی حدیث متروک ہو بلکہ وہ کسی قدر مجروح
ہوتا ہے - دوسرا مرتبہ جب کسیکو یہہ کہین
کہ وہ قوی نہین ہے تو وہ بھی پہلے مرتبہ
کے حکم مین ہے اسکی حدیث بھی لکھی جاتی
ہے پر وہ اول سے کم رتبہ ہے - تیسرا مرتبہ کسیکو یہہ کہنا کہ وہ ضعیف الحدیث ہے یہہ
دوسرے مرتبہ سے بھی کم ہے پر حدیث اسکی متروک نہ ہوگی نظر کرنے لیے لکھی جائیگی -

ان تصریحات ائمہ کو دیکھنے والے یقین کرسکتے ہین کہ جس قسم کی ابن عدی یا
امام بخاری نے جعفر کی توثیق کی ہے یہہ بمنزلہ جرح ہے صحت حدیث کے لیے
کافی نہین -

اور جو امام سیوطی نے ابوداؤد وابن ماجہ وغیرہ کا اسحدیث کو حذیفہ وجابر بن عبد اللہ
وابن عمر وغیرہ سے روایت کرنا بیان کیا ہے اس بھی اسحدیث کی صحت ثابت
نہین ہوتی - آن حضرات کو خوب معلوم ہے کہ صرف روایت مستلزم صحت نہین اور نہ
ان کتابون مین (جنمین وہ حدیث ہے) صحت کا التزام ہے اور نہ خاصکر اسحدیث کی
سندین جو ان کتابون مین موجود ہین صحیح اور جرح سے بری ہین -

ابو داؤد کی حدیث کی (جو حذیفہ سے مروی ہے) یہہ سند ہے حدثنا محمد بن
ابی کثیر انا سفیان عن عمر بن محمد عن عمر مولی غفرة عن رجل من الانصار عن حذیفہ
قال قال رسول اللہ صلعم ان لکل امة مجوسا الخ اس سند مین ظاہر ضعف وانقطاع

موجود ہے - اسکے راویون مین عمر مولے غفرہ ضعیف ہے - تقریب مین اوسکو ضعیف کہا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ اکثر حدیث مین ارسال کیا کرتا ہے - اسکی سند مین انقطاع یہ ہے کہ جو شخص حذیفہ سے روایت کرتا ہے اسکا نام نہین لیا گیا - صرف رجل من الانصار (ایک آدمی انصاری) کہا گیا ہے جو راوی کو حذف کر دینے کی برابر ہے - شرح نخبہ مین کہا ہے معلق کو قسم مردود مین اسلیے ذکر کیا گیا ہے کہ محذوف راوی کا حال معلوم نہین ہوتا اور اگر محذوف راوی کو حذف کنندہ نام لینے کے بغیر ثقہ بھی کہدے تو جمہور محدثین کے نزدیک پھر بھی اسکو ثقہ نہین مانا جاتا جب تک کہ اسکا نام نہ لے -

> عمر مولى غفرة ضعيف كثير الارسال
> (تقريب التهذيب صفحہ ۲۸۰)

> وانما ذكر التعليق فى قسم المردود للجهل بحال المحذوف فان قال جميع من احذف ثقات جاءت مسئلة التعديل على الابهام من غير تسمية المعدل كما اذا قال حدثنى الثقة من غير ان يسميه اختلف فيه عندهم بعضهم يكتفى به وعند الجمهور ومنهم الخطيب والفقيه ابو بكر الصيرفى لا يكتفى به فى التوثيق ولا يقبل حتى يسمى (شرح شرح نخبہ صفحہ ۳۷)

اور ابن ماجہ کی حدیث کی (جو جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے) یہ سند ہے حدثنا محمد بن المصفى الحمصى ثنا بقية بن الوليد عن الاوزاعى عن ابن جريج عن ابى الزبير عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلعم ان مجوس هذه الامة الخ - اس سند مین کئی راوی ضعیف ہین ازانجملہ محمد بن مصفی ہے تقریب مین کھا ہے کہ یہہ وہمی تھا - اور تدلیس (بے سنی روایت کو سنی ہوئی جتانا) کیا کرتا -

ازانجملہ بقیہ بن ولید ہے یہہ بھی مدلس ہے چنانچہ تقریب مین کھا ہے اور اس روایت کو

> محمد بن المصفى بن بهلول الحمصى القرشى صدوق له اوهام وكان يدلس
> (تقريب التهذيب صفحہ ۳۳۸)

> بقية بن الوليد صدوق كثير التدليس عن الضعفاء (تقريب التهذيب صفحہ ۵۴)

> وحكم من ثبت عنه التدليس اذا كان عدلا

ان لا یقبل منہ الا ما صرح فیہ بالتحدیث (شرح نخبہ صفحہ ۴۲)	وہ بلفظ "عن" لا یا ہے اور اصول حدیث مین ثابت ہے کہ مدلس کے لفظ "عن" والی

روایت مقبول نہین ہوتی۔

ان حدیثون کے علاوہ بھی جو ان کتب مین اس مضمون کی حدیثین پائی جاتی ہین وہ بھی عوائل جرح سے خالی نہین مگر خوف تطویل اسکی تفصیل سے مانع ہے۔ اور ہمارے دعوی کی تصدیق کے لیے یہہ دو تمثیلین کافی ہین۔

اور جو امام سیوطی یا ابن طاہر نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی بعض سندین صحیح کی شرط پر ہین اس سے بھی اسحدیث کی صحت ثابت نہین ہوتی اولا اسلیے کہ یہہ وہی تصحیح و تعدیل مبہم ہے جسکا مقبول نہ ہونا شرح نخبہ سے منقول ہو چکا ہے۔ اسحدیث کی کوئی خاص سند بیان کر کے صحیح بتائی جاتی تو اسمین نظر کیجاتی۔

ثانیا اسلیے کہ صرف سند کے صحیح ہونے سے حدیث صحیح نہین ہو سکتی جب تک متن حدیث کا علت اور شذوذ سے بری ہونا ثابت نہ ہو یہہ امر بھی ان حضرات کو معلوم اور انکی تصانیف مین مرقوم ہے اور ہمارے رسالہ کے نمبر ۸ جلد ۸ مین بصفحہ ۲۰۶ باستشہاد کلام ابن الصلاح اس امر کا کامل ثبوت گذر چکا ہے۔ (دیکھو مجمع البحار جلد ۱ و تدریب راوی)

بالجملہ ابن طاہر یا امام سیوطی نے جو کچھہ قزوینی یا ابن الجوزی کے جواب مین لکھا ہے اس سے اسحدیث کا (جسمین قدریہ کو مجوس لکھا گیا ہے) صحیح ہونا ثابت نہین ہوتا۔ گو اسحدیث کا موضوع ہونا مشکوک ہو۔

(دوسرا جواب)

ان سب احادیث کو صحیح مان لین اور پہلی حدیث (متضمن ذم خوارج) کی طرح صحیح بخاری مین موجود فرض کر لین تو بھی وہ ان احادیث صحیحہ سے بڑھکر نہ ہونگی جنمین

چور و زانی سے ایمان کا خارج ہو جانا اور قتل مسلمان کا کفر ہونا اور عورتوں کا کافر ہونا اور
نسب غیر سے نسب ملانے اور بوقت مصیبت نوحہ کرنے اور غلام کو اپنے آقا کی خدمت
سے بھاگ جانیکا کفر ہونا اور کذب خیانت وعدہ خلافی - وشتنام دہی کا نفاق
(چھپا کفر) ہونا اور بے امانت کا بے ایمان اور عہد شکن کا بے دین ہونا - اور قاطع رحم
کا بہشت مین داخل نہ ہونا اور باغی کا واجب القتل ہونا" بیان ہوا ہے اور جس حالت
مین ہمارے سنی بھائی کیا اہلحدیث اور کیا مقلدین مذہب حنفی وشافعی ان احادیث صحیحہ
کی تاویل کرتے اور یہہ کہتے ہین کہ ان احادیث مین کفر سے کفر عملی اور ناشکری اور کفر
معروف سے چھوٹا کفر مراد ہے اور بے ایمان و بے دین سے ناقص مومن اور ناکامل
دیندار مراد ہے اور بہشت مین داخل نہ ہونے سے اولاً و بلا سزا داخل نہ ہونا مراد ہے
و علے ہذا القیاس اور بنا بر علیہ وہ ان افعال کے مرتکبین کو کافر خارج از ملت نہین
سمجھتے چنانچہ انکے اقوال ان تاویلات کے متضمن مضمون "کفر و کافر" مین اشاعۃ السنۃ
نمبر ۱۰ و ۱۱ جلد ۸ مین منقول ہو چکے ہین تو پھر ان احادیث مین اگر ان سب کو صحیح
اتفاقی مان لین اس قسم کی تاویل سے کون مانع ہے - اور کیون جائز نہین کہ دین و
اسلام سے احادیث مذمت روافض و خوارج وغیرہ مین کامل دین مراد ہو - اور
خوارج کو دین اسلام سے خارج کرنے اور زیدیہ قدریہ مرجیہ وغیرہ کا دین مین حصہ نہ ہونے
سے یہہ مراد ہو کہ وہ طاعت امام برحق سے خارج ہین اور دین اسلام سے بہرہ کامل
نہین رکھتے چنانچہ جمہور علمار اہلسنت حدیث مذمت خوارج کے یہی معنے کرتے
ہین اور بنا بر علیہ خوارج وغیرہ اہل ہوا کو اسلام سے خارج نہین سمجھتے -
امام ابو سلیمان خطابی نے شرح حدیث مذمت خوارج مین فرمایا ہے چنانچہ کرمانی نے
شرح بخاری مین نقل کیا ہے کہ اس دین سے جس سے خوارج کو خارج کیا گیا ہے

قال الخطابی الدین الطاعۃ ای طاعۃ الامام - (ہامش بخاری ص ۱۰۲۵ عن الکرمانی)

طاعت مراد ہے۔ یعنے خوارج امام برحق کی طاعت سے خارج ہونگے نہ خارج از ایمان و اصل اسلام۔

اور امام ابو سلیمان خطابی نے فرمایا ہے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار

قال الخطابی اجمع علماء المسلمین علی ان الخوارج مع ضلالتهم فرقة من فرق المسلمین واجازوا مناكحتهم واكل ذبائحهم وانهم لا يكفرون ما داموا متمسكين باصل الاسلام (نیل الاوطار صفحہ ۱۵۷)

مین انسے نقل کیا ہے کہ علماء اہل اسلام اسپر متفق ہین کہ خوارج باوجود گمراہ ہونے کے مسلمانونکا ایک فرقہ ہے اور وہ سب انکو نکاح (اہل اسلام سے) اور انکے ذبیحون کو جائز و حلال سمجھتے ہین اور انکو کافر نہین کہتے جب تک کہ وہ اصل اسلام (توحید و اقرار رسالت) سے متمسک ہین۔

اور قسطلانی نے شرح بخاری مین کہا ہے کہ اکثر اہل سنت اصولیونکا یہہ مذہب ہے

ذهب اكثر اهل الاصول من اهل السنة الى ان الخوارج فساق وان حكم الاسلام يجرى عليهم لتلفظهم بالشهادتين ومواظبتهم على اركان الاسلام وانما فسقوا بتكفيرهم المسلمين مستندين الى تاويل فاسد وجرهم ذلك الى استباحة دماء مخالفيهم واموالهم والشهادة عليهم بالكفر والشرك وقال القاضي عياض كادت هذه المسئلة ان تكون اشد اشكالا عند المتكلمين من غيرها حتى سال الفقيه عبد الحق الامام ابا المعالى عنها

کہ فرقہ خوارج صرف فاسق ہے (یعنے کافر نہین ہین اور انپر اسلام کا حکم جاری ہے کیونکہ کلمہ شہادت پڑہتے ہین اور نماز و روزہ وغیرہ ارکان اسلام پر قائم ہین فاسق اسلیے ہین کہ وہ اپنی تاویل فاسد سے مسلمانون کو کافر کہتے ہین یہی تاویل انکو مسلمانون کے قتل کرنے اور انکا مال لوٹ لینے اور انکو کافر و مشرک بتانے کی طرف کہینچ کر لیجاتی ہے اور قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ خوارج کی تکفیر کا مسئلہ اہل کلام کے نزدیک اور مسائل کی نسبت مشکل

فاعتقد ربان ادخال کافر فی الملة واخراج
مسلم منها عظیمة فی الدین قال وقد توقف
قبله القاضی ابو بکر الباقلانی وقال لم
یصرح القوم بالکفر وانما قالوا اقوالا
تؤدی الی الکفر وقال الغزالی فی کتاب
التفرقة بین الایمان والزندقة الذی
ینبغی الاحتراز عن التکفیر ما وجد الیه
سبیل فان استباحة دماء المسلمین المصلین
المقرین بالتوحید خطاء والخطاء فی
ترک الف کافر فی الحیاة اهون من
الخطاء فی سفک دم واحد مسلم لا
(شرح بخاری صفحہ ۹۸ جلد ۱۰)

مسئلہ ہے - امام عبد الحق نے امام
ابو المعالی سے یہہ مسئلہ پوچھا تو انہوں
نے یہہ عذر کیا کہ کافر کو دین اسلام میں
داخل کرنا اور مسلمانوں کو دین سے نکالنا
بڑا بھاری امر ہے - اس سے پہلے قاضی
ابو بکر باقلانی نے بھی انکی تکفیر میں
توقف کیا اور لکھا ہے کہ اہل اسلام نے
صاف صاف انکو کافر نہیں کہا ایسے
الفاظ کہے ہیں جو کفر تک پہنچا دیتے
ہیں - اور امام غزالی نے کتاب تفرقہ
بین الایمان والزندقہ میں لکھا ہے
سزاوار یہی امر ہے کہ انکو کافر کہنے سے بچیں
جب تک اوسکی طرف راہ پاویں کیونکہ نمازی اور توحید کے اقراری مسلمانوں
کے خون کو مباح سمجھنا خطا ہے اور ہزار کافر کو زندہ چھوڑنے میں خطا کرنا ایک مسلمان
کی خونریزی سے سہل امر ہے
ان اقوال کو امام شوکانی نے بھی نیل الاوطار میں نقل کیا اور اسکے بعد کہا ہے

قال ابن بطال ذهب جمهور العلماء
الی ان الخوارج غیر خارجین من جملة
المسلمین قال وقد سئل علی عن اهل
النهروان هل کفروا فقال من الکفر
فروا قال الحافظ وهذا ان ثبت عن علی

کہ امام ابن بطال نے فرمایا ہے کہ جمہور علما
کا یہی مذہب ہے کہ خوارج مسلمانوں
سے خارج نہیں - ابن بطال نے فرمایا
ہے کہ حضرت علی سے (جنہوں نے خوارج
نہروان کو قتل کیا تھا) کسی نے یہہ پوچھا

حمل علی انه لم یکن اطلع علی معتقدهم
الذی اوجب تکفیرهم عنا من کفرهم
قال القرطبی فی المفهم والقول بتکفیرهم
اظهر فی الحدیث قال فعلی القول بتکفیرهم
یقاتلون ویقتلون وتغنم اموالهم وهی
قول طائفة من اهل الحدیث فی اموال الخوارج
وعلی القول بعدم تکفیرهم یسلك
بهم مسلك اهل البغی اذا شقوا العصا
ونصبوا الحرب قال وباب التکفیر باب
خطر ولا نعدل بالسلامة شیئا (نیل الاوطار صفحہ ۵ جلد ۷)

کر کیا یہہ لوگ کافر ہین تو آپ نے فرمایا
کہ کفر سے تو وہ بہاگ کر آئے ہین اسکے
بعد حافظ ابن حجر نے اسپر ایک اعتراض
نقل کیا پہر قرطبی کی کتاب مفہم شرح
مسلم سے بعض اہلحدیث کا قائل
تکفیر ہونا نقل کرکے قرطبی کا
یہہ قول نقل کیا ہے کہ کافر کہنا
خطرناک امر ہے اس سے
بچنے کے برابر کوئی امر نہین
ہے۔

خاکسار (ایڈیٹر) کہتا ہے کہ بعض اہلحدیث کا خوارج کو کافر کہنا کمال تعجب
کا محل ہے اور اس امر سے غفلت پر مبنی ہے کہ خوارج وغیرہ اہل ہوا سے کتب
حدیث خصوصا اصح الکتب صحیح بخاری مین روایت حدیث موجود ہے اور یہہ
بات مسلم کل ہے کہ کافر کی روایت (اسکی شہادت کی مثل)
مقبول نہین اسبات کو امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح کے دیباچہ
مین خوب مفصل ومدلل طور سے ثابت کیا ہے پس اگر فرقہ
خوارج وغیرہ اہل ہوا کافر ہوتے تو محدثین انکی روایات
اپنی کتب حدیث مین کیون لاتے۔

(دیکھو مقدمہ فتح الباری صفحہ ۰۰۰ واشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۱)

(دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۶)

ہمارے زمانہ کے اہلحدیث اگر اسی ردی مذہب کو پسند کرتے ہین اور خوارج
کو کافر خارج از اسلام جانتے ہین تو پہر وہ اپنے عمل واستدلال مین بخاری و
مسلم وغیرہ کتب صحاح کا نام نہ لین عمل بالحدیث کرنا چاہین تو اور کتابین تصنیف

کرین جنمین خوارج وغیرہ اہل بدعت سے روایت نہو یا سابق کتب حدیث مین کوئی ایسی کتاب بتادین جسمین روایت اہل ہوا کا دخل نہ ہو اور وہ انکے سبھی ضروریات عملیہ و اعتقادیہ کے لیئے کافی و وافی ہو۔ یہہ نہایت نامناسب اور متناقض ہے کہ بخاری مسلم وغیرہ موجودہ کتب حدیث کے راویون کو کافر بھی سمجھین اور انکی روایات پر اعتماد بھی کرتے رہین۔

ان جوابات* احادیث متضمن تکفیر اہل بدعت کو ذکر امید ہے ہمارے منصف مخاطب

---

* ان جوابات کو جنمین اصلی اور واقعی اہل بدعت کا دین سے خارج نہ ہونا ثابت کیا گیا ہے ہمارے علاتی بھائی اہل حدیث جو اپنے علاتی بھائی حنفیہ وغیرہ مقلدین کو بدعتی قرار دیکر دین سے خارج کرتے ہین اور انکے ایمان و اسلام وغیرہ حسنات کو باطل و بے اعتبار ٹھہراتے ہین انصاف کی نگاہ سے دیکھین۔ اور یہہ خیال فرماوین کہ جس حالتمین اصلی اور واقعی بدعتی بحکم نصوص نبویہ و مذہب سلفیہ سنیہ دین سے خارج نہین تو انکی تجویزی و فرضی بدعتی کیونکر خارج از دین ہو سکتے ہین۔

وہ پہلے اپنے فرض و تجویز کو بھی انصاف سے دیکھین کہ وہ کہانتک صحیح ہے۔ اور اس انصاف کے وقت مولانا محمد اسمعیل صاحب شہید (مجدد مذہب اہلحدیث) کی کتاب مستطاب ایضاح الحق کو سامنے رکھ لین جسمین آپ اپنے زمانہ کے مرتکبین بدعات کو بدعتی کہنے سے روک گئے اور صاف لکھ گئے ہین کہ بعض فعلون کو جنکو ہمنے بدعت لکھا ہے انکے مرتکبین کو جو سنی ہین کوئی بدعتی نہ کہے۔ آپ کا اصل کلام یہہ ہے جو ایضاح الحق مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۵۳ مین ہے مسئلہ سادسہ باید دانست کہ ہرچند در شرع شریف بسیاری از افعال و اقوال و اخلاق از شعب کفر و نفاق شمردہ اند اما از اطلاق لفظ کافر و منافق بر شخصی خاص ہمین متبادر میشود کہ عقیدہ کفر و نفاق میدارد ہمچنین باید فہمید کہ ہرچند ہزاران ہزار امور از قسم بدعت است کہ پارۂ ازان بطریق نمونہ درین مقام ذکر کردہ شد۔ اما از اطلاق لفظ مبتدع یا صاحب بدعت بر شخصی خاص ہمین معنی فہمیدہ

اہل فسق و بدعت کو اسلام سے خارج نکرینگے ۔ اور کسی گناہ یا بدعت (جو صریح کفر معروف نہو) کے سبب اُنکے ایمان و اسلام کو باطل و بے اعتبار نہ ٹہرائینگے

میشود کہ شخص مذکور عقیدۂ بدعت میدارد پس بنابر ارتکاب اقسام باقیہ از بدعت حقیقیہ و جمیع اقسام بدعت حکمیہ مرتکب آنرا مبتدع و صاحب بدعت نتوان گفت پس چنانکہ از معدود کردن بعضے افعال و اقوال و اخلاق از شعب کفر و نفاق مقصود ہمین ست کہ سامعین ازان اجتناب نمایند نہ آنکہ آنچہ در قرآن مجید از احکام کفار و منافقین وارد شدہ بر صاحب افعال و اقوال و اخلاق مذکورہ مطلقا اجرا باید کرد ہمچنین از تعداد اقسام بدعت درین مقام مقصود ہمین ست کہ سامعین از جمیع اقسام مذکورہ اجتناب نمایند و راہ سنت خالصہ اختیار کنند نہ آنکہ آنچہ در حدیث شریف از احکام مبتدعین و اہل بدعات از قسم حبط اعمال ایشان و حرمت توقیر ایشان و اجتناب از عیادت ایشان و احتراز از مجالست ایشان و مخالطت ایشان و ممنوعیت ابتدائے مفاتحہ در کلام و سلام با ایشان بر مرتکب قسمی از اقسام مذکورہ مطلق اجرا نماید حاشا کہ کسی از منصفان حق طلب این راہ افراط و غلو پیماید نعوذ باللہ من ذلک ۱ہ

مولانا مرحوم کی اس کلام پر جو یہہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ قیام مبدء سے حمل مشتق واجب ہوتا ہے یعنے جو شخص کوئی فعل کرتا ہے وہ اسکا فاعل ضرور کہلاتا ہے پھر بدعت کرنے والا کو مبتدع کیون نہ کہا جائے ۔ اسکا جواب ہم اشاعۃ السنۃ مین کئی جگہہ دے چکے ہین (دیکھو نمبر ۱ جلد ۶ و نمبر ۹ جلد ۸ وغیرہ) جسکا حاصل یہہ ہے کہ یہہ عام خیال ہے شرع نے بہت امور کو کفر کہا ہے پھر انکے مرتکب کو کافر نہین کہا ۔

اس کلام اخیر مین جو مولانا مرحوم نے اہل بدعت کے احکام (ترک سلام و کلام وغیرہ) بیان فرمائے ہین وہ اسی اصول و غرض و نیت پر مبنے ہین جو آنحضرت و صحابہ و تابعین وغیرہ ائمہ کی مہاجرت و ترک مکالمت کی وجہ و غرض بیان کی گئی ہے اور آیندہ بھی بیان ہوگی لہذا یہہ کلام مولانا مرحوم ہمارے مقصود کا مخالف اور مدعا مخاطبین کا موافق و موید نہین ہے ۔

اور ہمارے سوال (مندرج صفحہ ۳۶۳) کے جواب مین صاف اقرار کرینگے کہ جن لوگون سے بعض اعمال بد یا عقائد غلط کے سبب سے للہ بغض رکھتے ہین انہین بعض

اور جو اس کلام مین منجملہ احکام اصلے اہلبدعت حبط عمل کو شمار کیا ہے اس سے یہہ مقصود نہین ہے کہ اصلی اہلبدعت کا ایمان مع اقرار اسلام بھی باطل و بے اعتبار ہے بلکہ اس سے اس عمل اہلبدعت کا باطل ہونا مراد ہے۔ جو انہون نے از خود نکالا ہو۔ جسکی نسبت آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا ہے

من احدث فی امرنا ھذا لیس منه فھو رد (مشکوۃ صـ ۱۹)

جس نے ہمارے دین مین وہ کام نیا نکالا جو ہمارے دین مین نہین وہ کام مقبول نہ ہوگا۔

یہہ کسی نص سے ثابت نہین ہوتا کہ اہل بدعت کا (اصلی کیون نہ ہون) کلمہ پڑھنا یا کوئی نیک عمل کرنا مقبول نہین ہے۔

اور جو صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص مدینہ مین کوئی بدعت نکالے

عن علی عن النبی صلعم المدینۃ حرم ما بین عائر الی کذا من احدث فیھا حدثا او اوی محدثا فعلیه لعنة اللہ والملئکة والناس اجمعین لا یقبل منه صرف و لا عدل۔ (صحیح بخاری صـ ۲۵۱ و صحیح مسلم صـ ۴۴۱)

یا کسی بدعتی کو جگہ دے اسپر خدا کی اور فرشتون کی اور تمام لوگون کی لعنت ہے اس سے نہ صرف قبول جائیگا نہ عدل یہہ حبط اعمال اہلبدعت مین نص نہین ہے۔ اسمین صرف و عدل سے صرف نوافل و فرائض ہی کا مراد ہونا متعین نہین ہے جیسا کہ ہمارے امی بھائی اہلحدیث اردو تراجم کتب حدیث کی تقلید سے سمجھ رہے ہین۔ و بنائ علیہ بڑے یقین کے ساتھ اہلبدعت کی نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ۔ ایمان و اسلام کو باطل و بے اعتبار ٹھہراتے ہین) بلکہ صرف و عدل سے احادیث مین اور معنے بھی مراد ہو سکتے ہین جنسے حبط اعمال ثابت نہین ہوتا۔

امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح مین فرمایا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ امام ماوردی فرماتے ہین صرف و عدل کی تفسیر مین علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین صرف سے فرض مراد ہے عدل

بعض حسنات بھی ہیں خلقی نظر سے وہ بعید حب کے بھی مستحق ہیں پھر ان سے محض بغض اور کلی عناد رکھنا بے شک غلطی ہے اور نصف حصہ حدیث حب للہ وبغض للہ

قوله لا يقبل الله منه يوم القيمة صرفا
ولا عدلا قال القاضي قال المازري اختلفوا
في تفسيرهما فقيل الصرف الفريضة و
العدل النافلة وقال الحسن البصري الصرف
النافلة والعدل الفريضة عكس قول الجمهور
وقال الاصمعي الصرف التوبة والعدل الفدية
وروى ذلك عن النبي صلعم وقال يونس
الصرف الاكتساب والعدل الفدية
وقال ابو عبيد العدل الحيلة وقيل العدل
المثل وقيل الصرف الدية والعدل الزيادة
قال القاضي وقيل معنى لا تقبل فريضة ولا
نافلة قبول رضى وان قبلت قبول جزاء و
قيل يكون القبول هنا بمعنى تكفير
الذنب بهما قال وقد يكون معنى الفدية
هنا انه لا يجد في القيمة فدا يفتدى به
بخلاف غيره من المذنبين الذين يتفضل
الله عز وجل على من يشاء منهم بان يفديه
من النار بيهودي ونصراني كما ثبت في
الصحيح (شرح مسلم صـ ۲۲۱)

نفل حسن بصری اسکے برعکس صرف سے نفل عدل
سے فرض مراد بتاتے ہیں امام اصمعی کا قول ہے کہ
صرف سے توبہ مراد ہے عدل سے فدیہ - یہہ مراد خود
آنحضرت صلعم سے مروی ہے امام یونس فرماتے
ہیں صرف سے اپنی کمائی عدل سے بدلہ مراد ہے - امام
ابو عبید فرماتے ہیں عدل سے حیلہ مراد ہے -
کوئی کہتا ہے عدل سے مثل مراد ہے - کوئی کہتا ہے
صرف سے خونبہا مراد ہے - عدل سے زیادتی
قاضی عیاض فرماتے ہیں بعض اسکے یہہ معنی
کرتے ہیں کہ اسکے فرض و نفل خوشی سے قبول
نہ ہونگے اگرچہ بطور جزا قبول کیے جائینگے
بعض کہتے ہیں کہ نوافل و فرائض کے
قبول نہ ہونے سے یہہ مراد ہے کہ وہ اسکے
گناہوں کا کفارہ نہ ہونگے - قاضی عیاض
نے فرمایا ہے یہان یہہ مراد بھی ہوسکتی ہے
کہ وہ قیامت کے دن فدیہ نہ پائیگا جسکو اپنے
بدلے دے سکے جیسا کہ اور گنہگار مسلمانوں کے
(جنپر خدا فضل کرنا چاہیگا) یہود و نصاریٰ
فدیہ ہونگے -

کو پس پشت ڈالدیتا ہے

باقی نمبر ۱ جلد ۹ مین

قسطلانی نے شرح بخاری مین کہا ہے۔ قاموس مین ہے۔ حدیث مین صرف سے تو یہ مراد ہے عدل

قال فی قاموس الصرف فی الحدیث التوبۃ والعدل الفدیۃ او ھو النافلۃ والعدل الفریضۃ او بالعکس او ھو الوزن والعدل الکیل او ھو الاکتساب والعدل الفدیۃ او الحیلۃ ومنہ فما یستطیعون صرفا ولا نصرا معناہ فما یستطیعون ان یصرفوا عن انفسھم العذاب اھ وقال البیضاوی الصرف الشفاعۃ والعدل الفدیۃ وقال عیاض معناہ لا یقبل منہ قول رضا وان قبل منہ قبول جزاء وقد یکون معنی الفدیۃ لا یجد فی القیمۃ فداء یفتدی بہ بخلاف غیرہ من المذنبین الذین یتفضل اللہ عز وجل علی من یشاء منھم بان یفدیہ من النار بیھودی او نصرانی کما فی الصحیح۔

(قسطلانی صـ ۳۷۷ جلد ۳)

عن سھل ابن سعد عن النبی صلعم لیردن علی اقوام اعرفھم ویعرفونی ثم یحال بینی وبینھم فاقول انھم منی

سے فدیہ یا نفل و فرض اور اسکا عکس۔ یا صرف سے وزن مراد ہے۔ عدل سے پیمانہ۔ یا صرف سے کمائی۔ عدل سے فدیہ یا حیلہ۔ اسی معنے کر خدا تعالے نے فرمایا ہے۔ کہ کفار صرف کی طاقت نہ رکہین گے۔ یعنے اپنی جان سے عذاب کو پھیر نہ سکین گے۔ بیضاوی نے لکہا ہے۔ صرف سے شفاعت مراد ہے۔ عدل سے فدیہ (اسکے بعد قاضی عیاض کے وہ اقوال نقل کیے ہین) جو کلام امام نووی کے خاتمہ مین منقول ہو چکے ہین۔ اور جب بشہادت اکابر علماء اسلام و محاورات حدیث و قرآن اس حدیث مین صرف و عدل سے اور معنے بھی مراد ہو سکتے ہین۔ جنمین حبط اعمال کیطرف اشارہ بھی نہین تو پھر اس حدیث کو حبط اعمال اہلبدعت مین بجبر زامی و نما و اقعون کی نص کون کہہ سکتا ہے؟

اور جو صحیحین کی حدیث حوض کوثر مین آیا ہے کہ میری امت کے بعضے لوگ حوض کوثر پر میرے پاس آئینگے پھر وہ ہٹائے جائین گے۔ مین کہونگا۔